وہ میرا ہے

نمرہ احمد

دونوں ہاتھ ریلنگ پہ جمائے، وہ جھک کر ٹیرس سے نیچے دیکھ رہی تھی۔ دور دور تک کالونی میں خاموشی اور اداسی کا راج تھا۔ شام کی نیلاہٹ ہر سو اترنے لگی تھی۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ اونچے، خوبصورت بنگلے قطار میں خاموشی سے کھڑے تھے۔ فضا میں ایک نامحسوس سا بوجھل پن تھا۔

غیر دلچسپ، پھیکا، اور بے رنگ سا منظر!

اس کی نگاہیں مایوس سی پلٹ آئیں۔ بے حد بوریت بھری جگہ تھی وہ، اگر اسے پہلے علم ہوتا تو کبھی خالہ کے گھر چھٹیاں گزارنے نہ آتی۔

پچھتاوے بھرے تاسف سے اس نے سر جھٹکا، پھر گردن موڑی۔ نگین شیڈ تلے کرسی پہ بیٹھی ناول میں گم تھی۔

"کیا پڑھ رہی ہو اتنی دیر سے؟" اسے پھر سے غصہ آنے لگا۔ ایک تو جگہ بور ترین تھی، اوپر سے نگین کی شخصیت۔

"ہوں؟" صفحے سے نگاہیں اٹھائے بنا مبہم سا استفسار۔

"میں نے پوچھا ہے، کیا پڑھ رہی ہو؟" وہ اس کے کان کے قریب آکر چیخی۔

"ششش! زرنیلا چائے بنانے گئی ہے۔ کمیل آیا ہوا ہے۔" شرمیلی مسکان لبوں پہ سجائے، نگین نے تجسس بھری بے چینی سے صفحہ پلٹا۔

وہ کلس کر رہ گئی۔

اماں نے کہا تھا، چھٹیاں اچھی گزریں گی، خالہ کے پاس رمضان میں اسلام آباد چلی جاؤ اور اس نے فوراً خوشی خوشی حامی بھر لی۔ خالہ لوگوں سے ملے بھی تو پانچ چھ برس ہو چکے تھے۔ وہ لوگ کراچی شفٹ ہوئے تو آنا جانا ختم ہی ہو گیا تھا۔ اب اسی سال اسلام آباد واپس آئے تھے۔ وہ ان کے آنے پہ بے حد خوش تھی۔ فون کا ہی سہی مگر رابطہ تو تھا نا۔ اور یونہی باتوں باتوں میں اس نے نگین کو کہہ ڈالا کہ۔

"میرا گمان ہے تم آج بھی چھ سال پہلے والی نگین ہو گی۔ عینک والی، تیل لگائے، ٹی وی، اخبار یا کتاب میں گھسی ہوئی؟"

"تمہارا گمان غلط بھی تو ہو سکتا ہے ہانی! میں بہت بدل گئی ہوں!" نگین نے اپنے ازلی سادہ انداز میں اسے یقین دلایا تھا مگر جب ہانی نے یہاں آ کر اسے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کے گمان واقعی سچ نکلتے ہیں۔

چھ سال بعد بھی نگین ویسی ہی تھی۔

آنکھوں پہ موٹے عدسے والا بڑا چشمہ، تیل میں گندھی چوٹی، اور چہرے پہ چھایا ہونق پن۔ وہ ایک ٹائم ٹیبل کے تحت چلتی تھی۔ اپنا نہیں، ٹی وی چینلز کا ٹائم ٹیبل۔ مارننگ شو شروع ہونے سے ایک منٹ قبل وہ جاگتی، پھر چشمہ اٹھایا اور بھاگ کر ٹی وی چلایا، پھر پہلا وقفہ آنے تک وہ بنا پلک جھپکائے اسکرین پہ نگاہیں گاڑے بیٹھی ہوتی۔ وقفے میں منہ دھونے اٹھتی۔ ٹی وی کی دلدادہ ڈراموں کے نشر مکرر بھی دیکھا کرتی۔

جو وقت ڈراموں سے بچتا، ان میں ناول لے کر بیٹھ جاتی۔ کرسی پہ ٹانگیں چڑھائے، تیل میں گندھی چوٹی کندھے پہ ڈالے، وہی تاریخی چشمہ پہنے، کتاب میں گھس کر پڑھتی نگین اسے بہت بور کر رہی تھی۔

"کہاں یہ ہونق لڑکی، اور کہاں وہ لاہور کی پرنسس! خوبصورت، پراعتماد، اور پرجوش، ٹپ ٹاپ سے رہنے والی جس کے سلکی لمبے بال شانوں پہ لہرا رہے ہوتے، فیشن اور اسٹائل جس پہ ختم تھے، جو ہر دم، ہر چیز میں شغل تلاشتی تھی اور جو اب ادھر ادھر ادم بیزار، بور قسم کے اسلام آبادیوں میں پھنسی بیٹھی تھی۔ اس سے تو بہتر تھا کہ لاہور میں ہی رہتی۔ جہاں ہر دم رونق، اور شغل ہوتا تھا۔

"ہائے اللہ۔"

"کیا ہوا؟" نگین کی کراہ پہ وہ گھبرا کر پلٹی۔

"شاہ نیل نے زرنیلا کے اوپر چائے گرا دی۔" وہ پریشانی سے سینے پہ ہاتھ رکھے پڑھتی جا رہی تھی۔

"دفع ہو جاؤ نگین!" وہ پیر پٹخ کر دوبارہ ریلنگ کے پاس چلی آئی۔

کالونی ویسی ہی ویران پڑی تھی۔ اس کی بوریت انتہا کو پہنچ چکی تھی اور قریب تھا کہ وہ واپس جانے کا فیصلہ کر لیتی، جب اس نے سامنے والوں کے گیٹ میں زن سے داخل ہوتی گاڑی دیکھی۔

ریلنگ پہ ہاتھ رکھے ہانی نے گردن اونچی کر کے دیکھا۔

کوئی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے موبائل کان پہ لگائے، دوسرے سے لاک میں چابی گھماتا، وہ جو بھی تھا، بہت ہینڈسم تھا۔ نیلی جینز پہ سیاہ شرٹ، لمبا قد اور صاف رنگت۔ وہ اب گیٹ بند کرنے واپس پیچھے کو جا رہا تھا۔ فون بدستور کان سے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی گاڑی کے پچھلے دروازے سے ایک گورا نکلا تھا۔

"بلیک واٹر!" ہانی کے ذہن میں بے اختیار یہ خیال ابھرا۔

گیٹ بند کر کے اب وہ اندر جا رہا تھا۔ پھر جب اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تو ہانی نے رکی ہوئی سانس باہر نکالی۔ اُف، کتنا ہینڈسم تھا، لیکن ملک دشمن۔

"نگین۔۔۔ نگین۔۔۔" وہ دوڑ کر اس کے پاس آئی۔ واپس جانے کے سارے پروگرام بھول گئے تھے۔ "تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"وہ جو سی فائیو میں رہتا ہے۔"

"ہاں دیکھا ہے۔" نگین کا چہرہ ہنوز کتاب پہ جھکا تھا۔

"اچھا، کون ہے؟" وہ خوشی بھرے تجسس سے اس کے قریب ہوئی۔

"کیسا ہے؟" نگین نے لمحے بھر کو ناول سے سر اٹھایا پھر ٹھہر ٹھہر کر بتانے لگی۔ "بڑا پیارا ہے، سفید رنگت، سلکی بال، بھوری آنکھیں، اونچا قد، مضبوط جسامت، اور یہ لمبی سی دم!"

"دم؟" وہ آنکھیں موندے جو کسی حسین تصور میں کھوئی تھی، جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ "اس کی دم بھی ہے؟"

"ہر کتے کی دم ہوتی ہے ہانی!"

"کتا؟ کون سا کتا؟"

"وہ جو سامنے والوں کا ہے!"

"ابے میں کتے کی نہیں اس کے مالک کی بات کر رہی ہوں!"

"اوہ اچھا، وہ۔۔۔" نگین جواب دیتے ہوئے پھر سے پڑھنے لگی تھی۔ "وہ کوئی نیا کرائے دار ہے۔ ابھی ہفتہ بھر پہلے شفٹ ہوا ہے۔ وہ سفید جرمن شیلفرڈ اسی کا ہے نا۔۔۔ سنا ہے انگلینڈ سے آیا ہے۔ کتا بھی ساتھ ہی لایا ہے۔'

"ہوں۔ چلو پھر اس کے گھر چلتے ہیں۔" وہ کچھ سوچ کر اٹھی۔ نگین نے پہلی دفعہ ناول سے چہرہ اٹھا کر حیرانی سے اسے دیکھا۔

"مگر کیوں؟"

"یہ تم بتاؤ۔ تمہارے ناول کی ہیروئن ہیرو سے کیسے ملی تھی؟"

"وہ۔۔۔ زرنیلا کمیل کے گھر بریانی دینے گئی تھی تو۔۔۔"

"بس ہم اس کے گھر بریانی دے کر آتے ہیں۔ چلو۔"

مگر جب زرنیلا گئی تو آگے سے۔"

بھاڑ میں گئی تمہاری زرنیلا۔" اس نے غصے سے ناول کھینچا اور بنا دیکھے پیچھے پھینکا۔

سیڑھیوں سے چھوٹو کپڑوں کی گٹھڑیاں اٹھائے آ رہا تھا۔ ناول اس کے سر پہ لگا۔ وہ ایک چیخ کے ساتھ گٹھڑیوں سمیت پیچھے گرا۔

"تمہارا ناول تو چیختا بھی ہے۔" ہانی حیرت سے مڑی۔ سامنے کوئی نہیں تھا مگر نگین دیکھ چکی تھی۔

"میرا ناول۔" وہ سیڑھیوں کی جانب دوڑی۔

"رکو تو!" وہ پیچھے لپکی۔

سیڑھیوں پہ تینوں گٹھڑیاں اوپر نیچے پڑی تھیں۔ نگین ان کے درمیان ہاتھ مار رہی تھی۔

"مر گیا یا بچ گیا؟"

"بچ گیا۔" اس نے خوشی خوشی کہیں سے کتاب کھینچ نکالی۔

اوہ مار و تا اے باجی!" چھوٹو کہیں اندر کراہ رہا تھا۔ بارہ سالہ کام والا لڑکا، اس کی ڈرامہ بازیوں سے وہ اچھی طرح واقف تھیں، سو نگین نے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔

"زندہ ہے یہ۔" اور ہانی اسے ہاتھ سے کھینچ کر نیچے لے آئی۔

لاؤنج کے اس طرف کچن تھا۔ کھلے دروازے سے خالہ چولہے کے پاس کام کرتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"خالہ!" وہ بہت خوشگوار موڈ میں انہیں پکارتی ہوئی اندر آئی۔ "بڑی خوشبو آ رہی ہے۔ کیا پکا رہی ہیں؟"

"کریلے!"

" کریلے اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ حلق تک کڑوا ہو گیا۔ پھر فریج پہ نظر پڑی تو ذرا امید بندھی۔

"خالہ! کل کون سا سالن رکھا ہو گا؟"

"ٹنڈے بینگن۔" وہ مصروف سی ہانڈی میں چمچ ہلا رہی تھیں۔

اب بھلا ٹنڈوں میں بینگن ڈال کر کون کھاتا تھا، سوائے خالہ کے۔

"ٹینڈے رکھے تھے تو آج کریلے نہ بناتیں، ہم وہی کھا لیتے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی فریج کا جائزہ لینے لگی، مگر خالہ کے کان بہت تیز تھے۔

"اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو۔ وہ کہا کرتے تھے، جس گھر میں روز چولھا جلے، وہی گھر بستا ہے۔"

سوئی گیس کے محکمے میں تو نہیں تھے آپ کے سسر؟"

"کیا کہا؟"

"کچھ نہیں امی! آپ یہ بتائیں۔ کوئی سویٹ ڈش رکھی ہے؟"

نگین کی پہلی سمجھداری کی بات پہ ہانی نے حیرت سے اسے دیکھا تو وہ ذرا سی شرما گئی۔

"وہ زرنیلا بریانی کے ساتھ کھیر بھی لے گئی تھی نا۔" سرگوشی میں بتایا۔ ادھر خالہ شروع ہو چکی تھیں۔

"سویٹ ڈش کہاں سے آتی؟ صبح سے چینی ختم ہے۔ اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو، وہ کہا کرتے تھے جس گھر میں چینی نہ ہو، وہ گھر۔"

اور وہ نگین کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر لائی۔

"چینی ختم ہے نا، بس ہم اس سے چینی مانگنے جاتے ہیں۔"

"ہائے اللہ ہم کوئی مانگنے والیاں ہیں۔"

"او ہو، چینی مانگنے سے کیا ہوتا ہے؟" وہ اسے زبردستی لاؤنج تک اپنے ساتھ لائی، پھر پلٹ کر دیکھا۔

وہاں ایک کونے میں صوفے کے اوپر نیچے، دائیں بائیں ہر طرف کتابوں کے ڈھیر لگے تھے۔ ایک چوڑی سی انسائیکلوپیڈیا ٹائپ کی کتاب کھلی کھڑی تھی، دو ہاتھوں نے اسے تھام رکھا تھا۔ تھامنے والے کا چہرہ کتاب کے پیچھے چھپا تھا۔

"سنی! اگر خالہ ہمارا پوچھیں تو کہنا کہ ہانی اور نگین کتے والے سے۔۔۔ سوری، سامنے والوں سے چینی مانگنے گئی ہیں۔"

اس نے کھلی کتاب کو آواز لگائی۔ کتاب ذرا نیچے ہوئی اور پیچھے چھپا چہرہ اوپر نکلا۔

تیرہ سالہ سنی، جس کی ہیری پوٹر والی عینک ناک پہ پھسل رہی تھی۔

"چینی؟" اس نے انگلی سے ناک پہ گرتی عینک پیچھے کی۔ "کیا آپ جانتی ہیں کہ چینی گنے کے رس سے بنتی ہے اور اس کی کمی سے دماغ کے سیل مرنے لگتے ہیں۔"

"اوہو!" وہ تنک کر واپس پلٹی۔

ایک سے ایک نمونہ پڑا تھا خالہ کے گھر۔ لاہور سے ادھر آ رہی تھی تو سہیلیاں کہہ رہی تھیں کہ خالہ کے کسی ہینڈسم بیٹے سے منگنی کروا کر آنا۔ اب ان کو کیا بتاؤں گی کہ خالہ کے بچے دو ہی اچھے، اور اتنے اچھے کہ اپنے کسی کام کے نہیں رہے۔ خالو بھی خالہ کے سسر کی طرح مرحوم ہو چکے تھے اور پیچھے عجب تکون چھوڑ گئے تھے۔

اس نے "کتے والے" کی بیل بجائی، پھر ایک ہاتھ سے کھلے بال سنوارے۔ دوسرے ہاتھ نے ابھی تک نگین کا ہاتھ دبوچا ہوا تھا، جو بے حد ڈری سہمی، گھبرائی گھبرائی سی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"تم کیوں پریشان ہو؟"

"ہانی۔ اگر اس نے ہمیں ڈانٹ دیا تو؟"

"تو ہم فوراً سے گر کر فوت ہو جائیں گے، ٹھیک ہے؟ ڈوب مرو نگین! بندہ ہی ہے، کتا تو نہیں کہ کھا جائے گا اور۔۔۔"

اسی پل کتے کے زور سے بھونکنے کی آواز آئی۔ وہ ڈر کر پیچھے ہٹی۔

ششش! رومیو! بی کوائٹ۔" کوئی برآمدے کے دروازے سے نکلتے ہوئے کتے کو نرمی سے ڈانٹ رہا تھا۔

بھونکنے کی آواز فوراً رک گئی۔

"واہ۔ کتا تو بڑا رومانٹک رکھا ہے جناب نے۔ رومیو۔" اس نے بے ساختہ سراہا۔

قدموں کی آواز قریب آئی اور گیٹ کا ہک ہٹا۔ پھر دروازہ اندر کو کھلا۔

"فرمائیے۔" وہ اکھڑے اکھڑے تیور لیے سامنے ہوا۔

نگین اس کی کہنی پکڑے بالکل اس کے پیچھے جا چھپی۔

"السلام علیکم۔ ہم سامنے والے گھر میں رہتے ہیں۔"

"پھر؟"

"وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ آپ شاید نئے آئے ہیں۔۔۔ آپ۔۔۔؟" ہانی نے رک کر سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"میں فرہاد ہوں!"

"اور میں شیریں۔" بے ساختہ لبوں سے پھسلا۔

"جی؟"

"وہ۔۔۔ شیرہ بنانا ہے، چینی چاہیے تھی۔" وہ ہڑبڑا کر سنبھلی۔

"شیرہ چینی سے بنتا ہے یا گڑ سے؟" نگین نے پیچھے سے سرگوشی کی۔ اس نے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے، زور سے اپنا جوتا نگین کے پاؤں پہ رکھا۔ جواباً وہ دبی دبی سی سسکی۔

"سوری، میرے پاس چینی نہیں ہے۔" خشک لہجے میں کہتا گیٹ بند کرنے لگا۔

"مگر کیوں؟ لگتے تو آپ خاصے ویل آف ہیں۔"

"محترمہ! میں میٹھا نہیں کھاتا۔"

"تو چائے میں کیا ڈالتے ہیں؟"

"کینڈرل!" وہ دانت پیس کر بولا "سامنے کونے پہ اسٹور ہے، وہاں سے چینی مل جائے گی۔ اور ساتھ میں اخلاقیات کی کوئی کتاب بھی۔" اور کھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر زور سے کنڈی چڑھائی۔

کتا پھر سے بھونکنے لگا۔

'واہ۔ خود فرہاد ہیں، کتا رومیو ہے، مگر رومانس چھو کر نہیں گزرا۔ جہنم میں جائیں میری طرف سے" وہ خفت چھپانے کو زور زور سے بڑبڑاتی واپس پلٹی۔

"میں تمہیں بتانے ہی لگی تھی ہانی! مگر تم نے نہیں سنا۔"

"کیا؟" نگین کی شرمندہ آواز پہ وہ چونکی۔

"یہی کہ جب زرنیلا بریانی لے کر گئی تھی تو کمیل نے بھی یہی کہا تھا۔" نگین نے بے بسی سے سر جھکا دیا۔

وہ پیر پٹخ کر آگے بڑھ گئی۔

اس نے الماری کا پٹ کھولا۔ سامنے ہی ایک استری شدہ نیا ریڈی میڈ جوڑا لٹکا ہوا تھا۔ جدید تراش خراش کا خوبصورت جوڑا۔

ہانی نے حیرت سے پلٹ کر نگین کو دیکھا جو چہرے کے سامنے کتاب کیے آرام دہ کرسی پہ جھول رہی تھی۔ اس وقت اس نے سستی سی لان کا پینڈو سا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔

""یہ جوڑا کس کا ہے؟"

"میرا۔" بنا سر اٹھائے جواب ملا۔

"کون لایا تھا؟" اسے یقین نہ تھا کہ نگین کی پسند اتنی زبردست ہو سکتی ہے۔

"امی۔۔"

"تو پہنتی کیوں نہیں ہو؟"

"خالہ رشیدہ نے بتایا تھا کہ اس پہ سایہ ہے۔"

"کیا؟"اس نے گھبرا کر الماری بند کی اور دونوں ہاتھ جھاڑے۔پھر ایک دم ٹھٹک کر پلٹی۔"یہ خالہ رشیدہ کون ہیں؟"

"پتا نہیں !"کتاب پہ سر جھکائے نگین نے شانے اچکائے۔

"تو تمہیں کہاں ملیں؟۔۔"

"خواب میں۔میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی خاتون میرے پاس آئیں اور انہوں نے بتایا کہ ان کا نام خالہ رشیدہ ہے اور یہ کہ ان سارے کپڑوں پر سایہ ہے سو میں ان کو نہ پہنا کروں۔اس لیے میں نہیں پہنتی۔"

"بالکل بدھو ہو تم!"وہ جارحانہ انداز میں الماری کی طرف بڑھی۔پھر رک گئی۔کیا پتہ واقعی ان پر سایہ ہو

ورنہ خالہ رشیدہ کو کیا شوق تھا نگین کے خواب میں آنے کا؟

وہ آہستہ سے الماری سے پرے کھسک آئی۔

"سنو نگین!"چند لمحوں بعد اس نے اسے پکارا۔

"تمہارے پڑوسی کے پاس چلتے ہیں۔"

"پھر۔۔اب کیا بہانہ کریں گے؟"

"تمہاری اس رنگیلا نے اگلا بہانہ کیا کیا تھا؟"

"زرنیلا۔۔"نگین نے برا مان کر اسے دیکھا۔

جو بھی ہے ابھی تو مجھے بس فرہاد کا نام یاد ہے۔وہ چت بیڈ پر گر گئی۔۔بڑا شاندار بندہ ہے اس کے ساتھ یہ چھٹیاں بہت اچھی گذریں گی۔سنو"

وہ پر جوش سی ہو کر اٹھی۔"تمہیں اس کے ساتھ سیٹ نہ کرا دوں۔"

"توبہ کرو ہانی! کیسی باتیں کرتی ہو۔وہ اکیلا بندہ پتا نہیں کون ہے اور تم!اس نے سرخ پڑتے
چہرے کے آگے
کتاب کرلی۔"

"اکیلا!"ہانی نے جیسے کچھ سمجھ کر سر ہلایا۔"وہ اکیلا کیوں رہتا ہے۔"
لپک کر کھڑکی کی طرف آئی۔پردہ ہٹایا تو سامنےاس کا ٹیرس دکھائی دے رہا تھا۔اس کو اپنے
شکوک
صحیح ہوتے نظر آرہے تھے۔
ایک اکیلے بندے کو اتنا بڑا گھر کرائے پہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟صرف ایک پورشن کیوں نہیں
لیا اس نے؟
وہ آنکھیں سکیڑے اس کے ٹیرس کو دیکھ رہی تھی۔"مجھے کیوں گمان ہو رہا ہے نگین ! کہ ضرور
کوئی بات ہےورنہ اتنا بڑا گھر لے کر کیوں رہتا؟اس دن بھی ہمیں چلنی نہیں دی کہ کہیں ہم اس
کے
گھر کے اندر نہ آجائیں۔کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔تم سن رہی ہو یا نہیں؟"
""ہاں ہاں !نگین نے گھبرا کر کتاب سے سر اٹھایا۔""
"تم کہہ رہی ہو کہ اس کی چلنی میں گڑبڑ ہے۔"
"نہیں گڑبڑ تمہارے دماغ میں ہے۔اچھا چلو آج سنی کے پاس ہونے کی خوشی میں خالہ نے جو
کھیر بنائی ہے اسے دے کر آتے ہیں۔"
"مگر اماں نے تو اس لیے بنائی ہے کہ دودھ بچا پڑا تھا اور۔۔۔"
"اسے کیا پتا کس لیے بنائی ہے بس چلو،"وہ تیزی سے بالوں میں برش کر رہی تھی۔سنگھار میز
کے آئینے میں اس کا عکس نمایاں تھا۔کھلتے ہوئی گلابی رنگت کی

چوڑی دار آستینوں والا لمبا فراک ،اور پاجامہ پہنے سلکی بال آنکھوں میں کاجل لگائے وہ بہت اچھی
لگ رہی تھی۔اپنی تیاری سے مطمئن ہو کر پلٹی تو نگین ادھر نہیں تھی۔
یہ کدھر گئی۔وہ سیڑھیاں اتر کے نیچے آئی تو وہ عین ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی وہ بنا پلکیں
جھپکائے،اسکرین کو
دیکھ رہی تھی۔ہانی نے گھڑی دیکھی۔آٹھ بج گئے تھے۔اب نگین سے کچھ کہنا بے کار تھا۔
کونے میں کتابوں کے ڈھیر میں سنی کا سر دکھائی دے رہا تھا،اسے ایکدم خیال آیا۔
"سنی تم کتنے اچھے ہو!" وہ خوش دلی سے کہتی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔
سنی نے سر اونچا کیا،پھر مشکوک نظروں سے اسے
دیکھتے ہوئے انگلی سے ناک پہ پھسلتی عینک پیچھے کی۔
"سنی مجھے لگ رہا ہے ،آج بارش ہوگی ہے نا؟"
"ہوں مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگ رہا ہے!" اس نے بغور ہانی کی بے تکلف مسکراہٹ کو دیکھا۔عموماً
وہ
ہر وقت جلی بھنی رہتی تھی۔
"مجھے بارشیں بہت پسند ہیں۔"اس نے مزید بے تکلفی بڑھانا چاہی۔
"کیا آپ جانتی ہیں کہ ہر سیکنڈ پورے کرہ ارض پہ جتنی مقدار میں بارش ہوتی ہے اتنا ہی پانی ہر
سیکنڈ میں زمین پر سے
بخارات بن کر اڑ جاتا ہے؟"
وہ پیر پٹخ کر کھڑی ہوگئی سارا دوستانہ پن ہوا ہوگیا تھا۔سوچا تھا اسے فرہاد کے گھر اپنے ساتھ
لے جائے گی۔مگر اس گھر میں کوئی نارمل نہیں تھا۔
"خالہ پوچھیں تو بتا دینا میں ذرا پڑوس میں جا رہی ہوں۔"

سنی نے شانے اچکائے اور پھر سے کتاب چہرے کے سامنے کر لی۔

وہ کچن میں آئی ،فریج سے کھیر نکالی۔پھر ٹرے میں چھوٹے ڈونگے میں ڈال کر سیٹ کی۔اوپر پلیٹ رکھی۔

جالی دار کپڑے سے ڈھکا۔ایک نظر خود کے سلیب کے چمکتے ماربل میں دیکھ کر اوکے کیا۔اور باہر چلی آئی۔

بجلی گئی ہوئی تھی۔گیٹ کھلا ہوا تھا۔اس کے دونوں ہاتھوں میں ٹرے تھی۔سو گیٹ کیسے بجاتی؟یا پھر تجسس فطرت غالب آ گئی۔

وہ بنا دستک دیے اندر گھس آئی۔کتا ٹانگیں پسارے سو رہا تھا اس نے شکر ادا کیا۔

برآمدے میں کھلنے والا کھڑکی کا دروازہ نیم وا تھا۔وہ آہستہ سے دبے پاؤں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔جب اندر سے آتی آواز نے اس کے
قدم روک دیے۔

"جی جی سر!آپ فکر نہ کریں۔"اور پھر ایک جاندار سا قہقہہ۔وہ فرہاد ہی تھا۔

ہانی ذرا سی دیوار کی اوٹ میں ہو گئی۔

"مجھ پہ بھروسا رکھیں۔میں نے کہانا،میں بلاسٹ چاند رات کو ہی کروں گا۔اچھا ہے،عید والے دن لوگوں کے گھر صف ماتم بچھی ہو تو کتنا مزا آئے۔"

ٹرے اس کے ہاتھوں میں لرز گئی۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔جی جب تک آپ کا کام نہ ہوجائے

میں پاکستان میں ہی رہوں گا۔جیسے ہی کام ہوگا۔۔میں واپس آجاؤں گا۔

آواز خاموش ہو گئی۔شاید اس نے فون بند کر دیا تھا۔

وہ الٹ قدموں باہر کو بھاگی۔ گیٹ کھلا ہی رہ گیا۔بند کرنے کا ہوش ہی نہیں رہا تھا۔بس ایک خیال حواسوں میں چھا گیا۔

دہشت گرد!یقین ہو گیا۔وہ شخص دہشت گرد تھا۔تب ہی وہ کہے کہ وہ اکیلا کیوں رہ رہا ہے۔نہ اس نے اسے

آفس وغیرہ جاتے دیکھا۔اور نہ ہی کسی کو اس کے پاس آتے دیکھا۔آخر بات وہی نکلی اسے بم بلاسٹ کرنا تھا۔

کیوں؟آخر کیوں اس کے گمان سچ نکلے تھے؟

اس نے ٹرے سلیب پہ پٹخی اور حواس باختہ سی لاؤنج میں آئی۔

نگین اس طرح ہتھیلیوں پہ چہرہ گرائے ٹی وی اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"نگین نگین۔۔۔وہ دہشت گرد ہے۔وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے۔وہ پاکستان میں دھماکہ کرنے آیا ہے۔اس نے چاند رات پہ بلاسٹ کرنا ہے۔"

نگین نے حیرت سے گردن اس کی جانب موڑی۔

"کون؟؟"

وہی سی فائیو والا۔

"وہ کتا؟"اس منہ کھل گیا۔

"کتا نہیں اس کا مالک۔"

"کیا کہہ رہی ہو ہانی؟"نگین کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"سچ کہہ رہی ہو۔"

"ہوسکتا ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو!۔۔۔"

"نہیں،میں نے اپنے گناہگار کانوں سے خود سنا ہے۔وہ غیر ملکی دہشت گرد ہے۔فون پر اپنے باس سے پلان ڈسکس کر رہا تھا۔"

"بس اب جلدی سے پولیس کو فون ملاؤ اس نے تپائی پہ دھرا فون سیٹ اٹھا کر گود میں رکھا۔"

"مگر ہانی !پولیس نے اگر تم سے ثبوت مانگا تو۔۔۔؟"

وہ جو زور شور سے نمبر ڈائل کر رہی تھی ڈھیلی پڑ گئی۔واقعی ،ثبوت تو اس کے پاس نہیں تھا۔

"لیکن۔۔۔لیکن ہمیں اطلاع تو کرنا چاہیے۔"

"مگر کس بنیاد پر؟اگر وہ واقعی ٹیررسٹ ہے تو اس کے سورسز پولیس میں بھی ہونگے۔اور پولیس کے پاس ہمارا نمبر آجائے گا۔"

"پھر۔۔۔۔۔۔"

"پھر کیا کریں؟ثبوت کیسے اکٹھے کریں؟"اس نے فون پرے کر دیا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ۔ایک تو دہشت گردوں والا کوئی بھی ڈرامہ آجکل نہیں آ رہا "نگین نے مایوسی سے گردن جھکائی۔پھر جھٹکے سے اٹھی۔"ڈرامہ!اوہ میرا ڈرامہ۔میں تو بھول ہی گئی۔"اس نے تڑپ کر ٹی وی کو دیکھا

مگر اب سکرین پر اشتہارات چل رہے تھے۔"اسے چھوڑو یہ سوچو کہ اب کرنا کیا ہے؟"

"کیا کریں؟"

دونوں نے چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھا۔پھر اپنے سر ہاتھوں میں گرا دیے۔چند لمحے خاموشی کی نظر ہوگئے۔

پھر ایک جھٹکے سے دونوں نے سر اٹھایا۔

"سنی!"دونوں ایک ساتھ چیخیں۔

کتابوں کے ڈھیر میں بیٹھے سنی نے فوراً کتاب اور منہ کے آگے کر لی۔

"سنی !" آگے پیچھے جست لگا کر دونوں اس کے اطراف میں آ بیٹھیں۔

وہ کارپٹ میں صوفے کے کنارے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔کتاب ہنوز چہرے کے سامنے تھی۔ان کے پکارنے پر کتاب اٹھائی۔

"جی؟۔۔۔"

"تم کتنے اچھے ہو سنی!۔۔۔"

"کام بتائیں۔"

"تم۔۔۔تم۔۔اگر تمہارے پاس کیس مجرم کو گرفتار کروانے کے لیے ثبوت نہ ہوں تو تم کیا کروں گے؟"

"میں اپنے کام سے کام رکھوں گا۔"اس نے پھر کتاب چہرے کے سامنے کرلی۔

"سنی اچھے بھائی نہیں ہو؟دیکھو اگر مجرم کسی کے جان کے درپے ہو تو بھی کچھ نہیں کرو گے؟"

سنی نے کتاب بند کی۔میز پر رکھی۔۔پھر انگلی ٹھوڑی پہ رکھے اوپر دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔

"ہاں تب میں اسے گرفتار کرواؤں گا۔"

"مگر کیسے؟یاد رکھو کہ تمہارے پاس اس کے خلاف ثبوت نہیں ہے۔۔۔"

"میں اس کی جاسوسی کرکے ثبوت اکٹھے کروں گا۔"

ہانی اور نگین نے ایک لمحے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سنی کو۔

"اور۔۔۔اور یہ جاسوسی کیا ہوتی ہے؟"

"جاسوسی ؟اس نے ناک پہ پھسلتی عینک پیچھے کی۔کیا آپ جانتی ہیں کہ جاسوسی اعصاب کا کھیل ہے۔یہ صرف مضبوط اعصاب سے ہی کھیلا

جاسکتا ہے۔مزید تفصیلات کے لیے طارق اسماعیل ساگر کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔"

"کوئی کتاب پڑھ کر جاسوس نہیں بن سکتا سنی! ہمیں

ایک ٹیچر چاہیے۔"سنی نے مسکرا کر عینک پیچھے کی۔

"مجھ سے اچھا ٹیچر آپکو نہیں مل سکتا!"اب وہ کتابوں کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالے کوئی کتاب نکال رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جاسوسی کا پہلا اسٹیپ۔۔۔ٹارگٹ کی روٹین کا جائزہ!۔۔"

سنی کاؤچ پہ بیٹھا،پاؤں میز پہ رکھے کتاب سے پڑھ کر بول رہا تھا۔

وہ دونوں کھڑکی کے سامنے جڑی بیٹھی تھیں۔سنی نے کہیں سے ایک دوربین نکال کر ان کو دے دی تھی اور اب اسے آنکھوں سے لگائے ہانی "ٹارگٹ" کی حرکت بتا رہی تھی جو کہ ساتھ بیٹھی نگین تیزی سے نوٹ بک پہ لکھے جا رہی تھی۔

"لکھو! صبح سات بجے وہ کتے کو لے کر واک پہ نکلا۔آٹھ بجے واپس آیا۔پھر اس نے لان میں بیٹھ کر چائے پی۔"

"اس کا کتا بھی چائے پیتا ہے؟" نگین نے بے یقینی سے سر اٹھایا،جواباً ہانی نے زور سے اسے کہنی ماری۔

"لکھو،ٹارگٹ نے چائے پی۔اب وہ اخبار پڑھ رہا ہے۔"

نگین تیزی سے لکھ رہی تھی۔

"اب وہ کسی کو فون ملا رہا ہے۔ایک تو اس دوربین سے آواز کیوں نہیں آتی۔"

"یہ بھی لکھوں؟" نگین نے رک کر پوچھا۔

ہانی نے اسے مارنے کے لئے کشن اٹھایا اور وہ دونوں ہاتھ سر پر رکھے نیچے ہوئی۔

پہلے تین دنوں میں انہوں نے اسکی روٹین اچھی طرح سمجھ لی۔

وہ صبح واک کے لئے گھر سے نکلتا یا پھر رات کو سات آٹھ بجے کے قریب،پھر رمضان شروع ہو گئے مگر اسکی روٹین برقرار رہی اور اب بھی وہ رات آٹھ بجے خوب تیار ہو کر گاڑی پہ نکل جاتا ہے،پھر رات گیارہ کے قریب

ٹیرس پہ موبائل کان سے لگائے ہنس ہنس کر باتیں کرتا دکھائی دیتا۔ ساڑھے گیارہ بجے تک وہ سونے چلا جاتا اور وہ دوربین رکھ دیتیں۔

☆☆☆☆☆☆

"جاسوسی کا دوسرا اسٹیپ ٹارگٹ کے جاننے والوں سے میں اسکے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ہے۔"

سنی کے پڑھائے گئے اسباق ان کے ذہنوں میں مسلسل گھوم رہے تھے۔

وہ جماہیاں روکتی، بے زار سی کالونی کے سرے پہ بینچ پہ بیٹھی تھی۔ نگین قلم اور نوٹ بک تھامے مستعدی سے کھڑی تھی۔

"کب آئے گا آخر اسکا اخبار والا؟" ہانی نے کوفت سے کلائی پہ باندھی گھڑی دیکھی۔ اسے گھڑی باندھنے کی قطعاً عادت نہیں تھی مگر جیمز بانڈ کو فلموں میں اور پوٹر اور ہومز کو کتابوں میں گھڑی پہنے ہمیشہ دیکھا تھا اور فی الحال وہ خود کو ان سے کم نہ ہی سمجھ رہی تھی۔

"اخبار والا آءے گا تو ہم کیا کریں گے ہانی؟"

"بدھو! یاد نہیں ہے سنی نے کیا کہا تھا؟ پہلے اس سے ٹارگٹ کے متعلق پوچھیں گے۔"

"کیا پوچھیں گے؟"

"ششش۔۔۔ وہ آرہا ہے!" اس نے جلدی سے نگین کا ہاتھ دبایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

اخبار والا سائیکل دوڑاتا سامنے سے آرہا تھا۔ فرہاد کے گھر کے باہر اس نے سائیکل روکی، رول کیا ہوا اخبار اندر اچھالا اور پھر اسی مگن انداز میں سائیکل آگے بڑھا دی۔

وہ دونوں چل کر اسکے سامنے آگئیں۔ اخبار والے نے سائیکل آہستہ کر دی۔

"بات سننا بھائی۔"

"جی؟" اس نے سائیکل ان کے قریب روکی۔

"السلام علیکم!" ہانی نے تمیز سے سلام کیا تب ہی نگین نے کہنی ماری۔ اس نے پلٹ کر نگین کو دیکھا۔ "کیا ہے؟"

"تعریف کرو نا اسکی۔" پرجوش سی سرگوشی کی۔

"اب اس زکوٹا جن کی میں کیا تعریف کروں؟" اس نے نگین کو گھورا، پھر چہرہ اخبار والے کی جانب موڑا۔

"بھائی! آپکے پاس ڈیلی ٹائمز ہوگا؟"

نگین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایک آخری تھا، وہ ابھی سی فائیو میں پھینک دیا ہے۔"

"آپکے پاس اور نہیں ہوگا؟"

"ہانی۔۔!" نگین نے پریشانی سے الجھ کر اس کا بازو تھامنا چاہا، مگر اس نے اسے "شش" کہہ کر روکا۔

"نہیں اور نہیں ہے۔" نفی میں سر ہلاتے اخبار والے نے اخباروں کے بنڈل میں ہاتھ مارا تھا۔

"اوہو۔۔۔ مجھے تو بہت ضروری چاہیئے تھا، میرا بی اے کا رزلٹ آؤٹ ہوا ہے کل۔ آپ مجھے سی فائیو والے سے خبار صرف دو منٹ کے لئے لادیں نا۔"

نگین ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

"مگر بی بی۔۔"

"پلیز بھائی لادیں، دیکھیں میں اتنی دیر سے آپکو کہنے کھڑی رہی ادھر" اب نگین سے ضبط نہ ہوسکا۔ "نہیں ہانی! تم یہ کہنے تو نہیں آئیں تھیں۔ تم بھول گئی ہو؟ تمہارا بی اے تو پچھلے سال ہی کلیئر ہوگیا تھا۔ ہم تو یہاں اس لئے کھڑے تھے کیونکہ تم نے اخبار والے سے اس بندے کے متعلق انفارمیشن لینا تھی۔"

اس نے بوکھلا کر نگین کے منہ پہ ہاتھ رکھا، مگر اخبار والا مشکوک نگاہوں سے انہیں گھور رہا تھا۔ "کس کی جاسوسی کر رہی ہو آپ بی بی!"

"جاسوسی؟" نگین کی آنکھیں حیرت سے ابل پڑی۔ "اسے کیسے پتا چلا؟"

"کک۔۔۔کچھ نہیں۔تم مت جاؤ۔" اور وہ کہنے کے ساتھ ہی نگین کا ہاتھ کھینچتی واپس لے آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"جاسوسی کا تیسرا اسٹیپ۔ٹارگٹ کے نہ جاننے والوں سے اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا۔"

سنی کمرے میں ٹہلتا، کتاب پہ نگاہیں جمائے ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔

"اب یہ نہ جاننے والے کون ہوتے ہیں؟"

سی فور کے گیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے ہانی نے جھلا کر پوچھا تھا۔جواباً نگین نے فوراً نوٹ بک کے صفحے پیچھے پلٹے۔

"ہاں، سنو، سنی نے کہا تھا،یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو آپ جانتے ہوں اور جو ٹارٹ کو بھی جانتے ہوں مگر ٹارگٹ انکو نہ جانتا ہو۔

"دیکھتے ہیں۔" ہانی نے گہری سانس لیتے ہوئے بیل پر ہاتھ رکھا۔یہ سی فور تھا۔فرہاد کے ہمسایوں کا گھر۔

چند ہی لمحے بعد گیٹ کھلا۔ایک خاتون نے سر نکالا۔سر سے پیر تک انکو دیکھا،ناک چڑھائی۔

"کیا ہے؟" انداز روکھا تھا۔

"ہم سامنے والے گھر سے آئے ہیں،کچھ کام تھا آپ سے۔" ہانی نے مسکرا کر خوش دلی سے تعارف کروایا۔

"بولو!"

"وہ آنٹی! بات یہ ہے کہ۔۔۔ویسے ادب میں آنٹی کہہ رہی ہوں۔ورنہ کہنا تو نہیں چاہیے، کیونکہ آپ ماشاءاللہ اتنی ینگ ہیں۔

"واقعی ہانی! آنٹی تو نہ کہو، چھوٹی نانی جتنی تو ہوں گی۔" نگین نے آہستہ سے کہا تھا مگر آنٹی کے تاثرات بگڑے۔

"جی بالکل،ہماری چھوٹی نانی ٹوئنٹی ایئرز کی ہیں،نانا ابا کی دوسری وائف ہیں نا،سو اس لئے نانی کہتے ہیں۔"

اس نے نگین کو گھور کر، مسکراتے ہوئے بات سنبھالی۔

آنٹی کے تاثرات ذرا نرم پڑے، ذرا تفاخر سے انہوں نے شانے اچکائے۔ "ظاہر ہے اصلی عمر ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ خیر بتاؤ، کیا کام تھا؟"

" وہ آنٹی، بلکہ باجی کہنا مناسب ہو گا۔" اب کی وہ سنی کی نصیحتوں پہ پوری طرح عمل کر رہی تھی۔ "بات یہ ہے کہ ہر طرف لان کی سیل لگی ہوئی ہیں، رمضان بھی شروع ہو چکا ہے، اب میری کزن ذرا پھوہڑ ہے اور اس کا ٹیسٹ بھی اتنا اچھا نہیں مگر اتنے دن سے میں آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ آپ کے کپڑوں کے کلرز اور پرنٹس اتنے زبردست ہوتے ہیں کہ میں متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکی۔"

نگین کا منہ آدھا کھل گیا۔

"اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیں باجی کہ میرا اور میری کزن کا جوڑا کتنا عام اور پھیکا سا ہے، دوسری طرف آپکا یہ جوڑا تین ہزار سے کم کا نہیں لگ رہا۔"

نگین کے ماتھے پر تیوریاں پڑ رہی تھیں مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ "تو باجی! میں یہی کہنے آئی تھی کہ اگر ڈریس سلیکشن کیں آپ میری مدد کریں اور میرے ساتھ شاپنگ پہ چلیں تو۔۔۔"

"کون سی شاپنگ؟ کہاں کی شاپنگ؟" نگین کمر پہ ہاتھ رکھے چلائی تھی۔ "تم نے مجھے تو کہا تھا سی فور کی بڑھی گھوڑی لال لگام کی جھوٹی تعریفیں کریں گے تو خوش ہو کر وہ ساتھ والے کے بارے میں ساری معلومات ہمیں دے دیے گی، مگر تم نے اکیلے اکیلے شاپنگ بھی پلان کر لی اور مجھے بتایا تک نہیں!"

"نن۔۔۔ نگین!" اس نے بوکھلا کر آنٹی کو دیکھا جو اب قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں نے شاپنگ کا تمہیں بتایا تو۔۔۔"

مگر بات سنبھلنے سے قبل ہی آنٹ نے کھٹاک سے دروازہ بند کر دیا۔

"تم واقعی میرے بغیر شاپنگ پہ چلی جاتیں کیونکہ میں پھوہڑ ہوں؟" وہ روہانسی ہو رہی تھی۔

"ٹھہرو! میں تمہیں بتاتی ہوں کہ تم کیا ہو۔ آج میرے ہاتھوں نہیں بچو گی۔" وہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھی اور نگین ڈر کر گھر کی طرف بھاگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جاسوسی کا چوتھا اسٹیپ۔۔ٹارگٹ کے بارے میں ڈاکومینٹ انفارمیشن اکٹھی کرنا۔"

افطاری کے بعد وہ تینیوں نگین کے کمرے میں موجود تھے۔

سنی ہاتھ میں چپس کا کھلا پیکٹ پکڑے، چپس نکال کر کھا رہا تھا۔ گود میں بڑی سی کتاب کھلی رکھی تھی۔ نگین ساتھ بیٹھی اپنے دوپٹے کے پلو سے چشمہ صاف کر رہی تھی۔ سنی کی بات پہ مایوسی سے اس نے دوربین رکھی۔

"ڈاکومنٹ انفارمیشن کہاں سے اکٹھی کریں؟ میرے باپ دادا کا کبھی نادرا سے تعلق نہیں رہا۔"

"توبہ، ان کا کیوں کسی نادرا وادرا سے تعلق ہوتا؟"

"تم تو چپ ہی رہو۔" وہ صبح سے اس پہ جلی بھنی بیٹھی تھی۔ ہر دفعہ نگین کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور کرتی تھی۔

"میں تو بتانے لگی تھی کہ عظمیٰ نے مکہ مار ڈاکو کے بارے میں کیسے انفارمیشن اکٹھی کر لی تھیں۔ مگر ٹھیک ہے نہیں بولتی۔"

"کون عظمیٰ، اور کیا کیا اس نے؟" وہ الرٹ ہوئی۔

"دھواں ڈرامے والی عظمیٰ۔ جب اظہر نے اسے مسکار کی بیوی کو فون کرنے کو کہا تھا اور پھر انہوں نے باآسانی مسکار کو ٹریس کر لیا تھا۔"

"ارے ہاں، یاد آگیا۔ فون لاؤ۔"

"مگر نمبر آجائے گا۔"

"ارے میری سم سے کرو، اس سے کچھ نہیں ہو گا۔" اس نے جھٹ اپنا موبائل تکیئے سے اٹھایا اور نمبر ڈائل کیا۔

"ریکارڈ بھی کرو نا۔"

"کرتی ہوں۔" اس نے ریکارڈنگ آن کر کے فون کان سے لگایا۔ گھنٹی جا رہی تھی۔ نگین اور سنی آگے ہو کر اس کو دیکھ رہے تھے۔

"ہیلو!" چھٹی گھنٹی پہ فون اٹھا لیا گیا۔

"السلام علیکم۔ میں سرف بنانے والی کمپنی سے بات کر رہی ہوں۔ ہم اپنے پروڈکٹ کے بارے میں عوام کا فیڈ بیک جاننا چاہ رہے تھے۔ آپ بتائیے، آپ نے ہمارے سرف کو کیسا پایا۔"

"میں دھوبی نہیں ہوں، کپڑے لانڈری سے دھلواتا ہوں۔" وہ بے زاری سے بولا تھا۔

"تو آپ ہمیں اس لانڈری کا نام ہی بتا۔۔۔"

دوسری طرف سے کھٹ سے فون رکھ دیا گیا۔

پتہ نہیں کس شیریں کا فرہاد ہے یہ!" وہ فون کو گھور کر رہ گئی۔ "خیر، اس کی آواز ہمارے پاس آگئی ہے۔ اب "آگے کیا کرنا ہے؟

کیا کرنا ہے؟" سنی کے پیکٹ سے چپس نکالتی نگین نے غائب دماغی سے دہرایا۔

"بھئی عظمیٰ نے آگے کیا کیا تھا؟"

"وہ۔۔۔ اظہر نے ریکارڈنگ ایس ایچ او کو سنوائی تھی اور ایس ایچ او مسکار کی بیوی کی آواز پہچان گیا تھا۔"

"مگر ہماری کہانی میں نہ اظہر ہے، نہ ایس ایچ او۔"

"!یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں"

کاش تم کبھی سوچنے بھی لگو نگین!" اس نے بے زاری سے فون واپس پھینکا۔ "اتنا وقت برباد کر لیا اور حاصل کچھ "بھی نہیں۔

ویسے اس کے مالک مکان کے پاس اس کے ڈاکومنٹس تو ہونگے۔" چند لمحوں بعد وہ سوچ کر بولی۔ "لیکن" "مالک مکان کا نمبر تو ہمارے پاس نہیں ہے۔

مگر اس شیریں کے میاں کے پاس تو ہوگا نا! میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ چھوٹو! چھوٹو!" وہ اونچا اونچا چھوٹو کو پکارتی اپنا موبائل تلاش کرنے لگی۔

دوربین آنکھوں سے لگائے، وہ موبائل کان پہ رکھے بیٹھی تھی۔ نگین نے اپنا کان اس کے کان سے لگے موبائل سے جوڑ رکھا تھا۔

اب چھوٹو اس کے سامنے کھڑا ہے۔" وہ دوربین سے دیکھتی مدھم آواز میں کہہ رہی تھی۔"

سامنے والے لان میں وہ کرسی پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ چھوٹو اس کے سامنے تھر تھر کانپتا کھڑا تھا۔

"کیا بات ہے؟ کون ہو تم؟"

ہانی ے کان سے لگے موبائل سے فرہاد کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ اس کی کال نگین کے موبائل سے ملی ہوئی تھی، جو چھوٹو کی جیب میں چھپا تھا۔

وہ جی، مجھے میرے صاحب نے بھیجا ہے۔ ہم آپ سے پہلے اس گھر میں رہتے تھے۔ ہمارا کچھ سامان ادھر رہ گیا" تھا، جس کے لئے ہمیں مالک مکان سے رابطہ کرنا ہے۔ صاب سے ان

"کا نمبر کھو گیا ہے۔ اگر آپکے پاس ہے تو دے دیں۔

چھوٹو نے رٹو طوطے کی طرح ہانی کا یاد کرایا بیان دہرا دیا۔

ہانی نے فاتحانہ مسکراہٹ سے نگین کو دیکھا، اور پھر سامنے نظر آتے منظر کو۔

"اچھا!" فرہاد نے آنکھیں سکوڑ کر چھوٹو کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

نام؟" چھوٹو کے رہے سہے اوسان جانے لگے۔ نام کا بتانا تو اسکرپٹ کا حصہ ہی نہیں تھا۔"

"کیوں، تمہیں اپنا نام نہیں آتا؟"

وہ جی، باجی نے کہا تھا کہ کتے والا جو بھی فضول سوال پوچھے، جواب نہیں دینا۔" ہانی نے بے اختیار سر پہ ہاتھ مارا۔"

فرہاد کے لبوں کو ایک جاندار مسکراہٹ چھو گئی۔

"تمہاری باجی نے اور کیا کیا کہا تھا؟"

وہ جی!" چھوٹو ذرا شرما گیا۔ "انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں یہ کام کر دوں تو جس کڑی سے چاہونگا، وہ اس سے"

"میرا ویاہ کرا دینگی۔

"تمہاری باجی نے کوئی میرج بیورو تو نہیں کھولا ہوا؟"

"نہ جی، وہ کیوں گیرج کھولیں گی۔ بہت پڑھی لکھی ہیں وہ، لاہور سے آئی ہیں۔"

چغد، ذلیل۔۔۔ اب نام ہی نا بتا دے۔" وہ دور بین آنکھوں سے لگائی غصے میں کھول رہی تھی۔"

تو جا کر اپنی پڑھی لکھی باجی سے کہو، کہ کتنے والا پوچھ رہا ہے، میرے شفٹ ہونے سے تو ہفتہ پہلے تو اس گھر کی"
تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے تو یہاں خالی۔
پلاٹ تھا۔ "کیا آپ اس میں جھگی لگا کر رہتی تھیں؟

جج۔۔۔ جی؟" اس کے سخت ہوتے تیوروں پہ چھوٹو الٹے قدموں واپس بھاگا۔ رومیو زور زور سے
بھونکنے لگا۔

گرتا پڑتا چھوٹو باہر آیا تھا۔

آئے ذرا اسے۔ میں ویاہ کراتی ہوں اس کا۔" ہانی نے دور بین ایک طرف رکھی اور آستینیں "
موڑ لیں۔ اب اس کا سارا غصہ چھوٹو پہ نکلنا تھا۔

"جاسوسی کا پانچواں سٹیپ۔۔۔ "

وہ دونوں اداسی سے کھڑکی سے لگی نیچے فرہاد کے گیٹ کو دیکھ رہی تھیں جہاں وہ واک کے لئے
نکل رہا تھا، جب سنی پیچھے سے آ کر بولا۔

کیا؟" ان دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔ "

"ٹارگٹ کا تعارف! ٹارگٹ جہاں بھی جائے اس کا پیچھا کیا جائے۔ "

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، اور پھر اگلے ہی پل باہر کو بھاگیں۔

"مگر۔۔۔" کچھ کہتا سنی ہڑبڑا کر سائیڈ پہ ہوا۔وہ دونوں دوڑ کر باہر نکلیں اور اب تیزی سے آگے پیچھے سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔

"مگر۔۔۔مگر خاصے فاصلے سے آپا!" سنی نے تاسف سے بات مکمل کی، مگر وہ عجلت میں سنے بغیر ہی جا چکی تھیں۔

فرہاد ابھی اپنے گیٹ سے چند قدم آگے ہی بڑھا تھا۔ہاتھ میں کتے کی زنجیر تھی جو کہ دم ہلاتا مزے سے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔

ہانی گیٹ پہ ایک لمحے کو رکی، پھر دوپٹہ سر پہ لے کر خاصا آگے تک کر لیا۔نگین نے فوراً تقلید کی۔

وہ دونوں اب سر جھکائے تیز تیز قدموں سے اس کے بالکل پیچھے چلنے لگیں۔

وہ زنجیر پکڑے اپنے خوبصورت برطانوی لب و لہجے میں کتے سے باتیں کرتا ان سے چند قدم ہی آگے تھا۔

تھوڑی دور جا کر وہ ایک دم رکا۔ان دونوں کو بھی بریک لگے۔لمحے بھر کو ٹھر کر وہ پیچھے مڑا۔وہ بھی ہڑبڑا کر پیچھے پلٹیں۔

چند ثانیے وہ ان دونوں لڑکیوں کی پشت کو دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر واپس پلٹا۔وہ پھر سے دوپٹوں کے گھونگھٹ نکالے اس کے پیچھے ہو لیں۔

چند قدم آگے فرہاد ایک دم رکا، اور کتے کی زنجیر کھینچتا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔وہ جو اس کے پیچھے ناک کی سیدھ میں چلی آ رہی تھیں، بوکھلا گئیں مگر اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اب چلتی ہی رہیں۔سو سر جھکائے آگے بڑھ گئیں وہ وہیں سڑک کے کنارے کھڑا رہ گیا۔

"یہ رک کیوں گیا ہے؟"

"پتا نہیں۔"

"ذرا دیکھو تو کیا کر رہا ہے۔"

نگین نے گردن ذرا سی موڑ کر دیکھا، پھر منہ بناتے ہوئے واپس سامنے کو ہوئی۔

"وہ دونوں کتے کھڑے ہم پہ ہنس رہے ہیں۔"

"پھر اب کیا کریں؟ چلتے ہی رہیں؟"

نگین نے شانے اچکا دیے۔ہانی جھنجھلا کر تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔

"سارے اسٹیپ فیل ہو گئے ہیں تمہارے۔کوئی کام کی بات بتائی ہے تم نے ابھی تک؟"

وہ نیم جان سی کاؤچ پہ گری سنی پہ برس رہی تھی، جو اطمینان سے کتاب چہرے کے سامنے کیے بیٹھا تھا۔

ایک تو صبح کی گرمی، اوپر سے روزے میں واک۔اب اس آدھے انگریز کا تو پتہ نہیں روزہ تھا یا نہیں کہ روز ہی واک پہ نکل کھڑا ہوتا تھا۔مگر وہ تو بے حال ہو رہی تھی۔

"آپا! میں نے کہا بھی تھا کہ فاصلے سے تعاقب کیجیئے گا۔"

"خواب میں کہا ہو گا، ہم نے تو نہیں سنا۔اور کیا فائدہ ہوا تعاقب کرنے کا؟ کون سی معلومات ملیں؟"

"کیا آپ جانتی ہیں کہ تعاقب کے دوران ٹارگٹ جس سے بھی ملے یا جو گفتگو کرے، اس شخص سے بھی معلومات مل سکتی ہیں۔"

"آہو۔ مگر وہ بات کر رہا تھا اپنے پیارے کتے سے، اب کیا میں کتے سے اس کی زبان میں بھو بھو شروع کر دیتی؟"

"بے شک کتے سے گفتگو میں بھی کلیو مل سکتا تھا۔" سنی بات ماننے کو تیار نہ تھا۔

"جانے بھی دو۔ وہ بول رہا تھا انگریزی والی بھوں بھاں انگریزی جبکہ مجھے تو انگریزی فلموں کی انگریزی بھی پڑھے بغیر سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کی خاک آنا تھی؟"

وہ تیز پنکھے تلے بے حال سی لیٹی کراہے جا رہی تھی۔ صرف اس لئے کہ اس گھنے میلنے کو شک نہ ہو، وہ کالونی کے پورے تین چکر کاٹ کر آئی تھیں۔

"مگر ہانی! شام کو بھی تو وہ کہیں جاتا ہے۔ تب بھی تو اس کا پیچھا کیا جا سکتا ہے۔"

"میں نہیں کر رہی کوئی پیچھا ویچھا۔ مجھے معاف رکھو۔" اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ نگین گھٹنوں پر سر رکھے کچھ سوچنے لگی۔

یہ الگ بات تھی کہ افطاری کے بعد ذرا معدے کو قرار آیا تو وہ سارے دعوے بھول بھال کر پھر سے اس کے تعاقب کے لئے تیار ہو گئی۔

کار انھوں نے کالونی کے سرے پہ روکی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ فرہاد، یہیں سے گزر کر نکلے گا اور واقعی چند ہی منٹ بعد اس کی گاڑی زن سے ان کے برابر سے گزری۔

"چلو!" اس نے فوراً ایکسیلیٹر پہ دباؤ بڑھا دیا۔ آج وہ بہت احتیاط سے اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔ مگر نگین بہت ڈری ہوئی تھی۔

"ہانی! اگر کسی نے ہمیں پکڑ لیا تو؟"

"ڈراؤ تو مت!"

اسے خود بھی ڈر لگ رہا تھا۔ کہاں ہ پورا ایک عادی مجرم، اور کہاں وہ صرف دو عدد تنہا معصوم جوان لڑکیاں۔۔۔ہائے اللہ۔۔۔اسے خود پہ ترس آنے لگا۔ مگر ملک و قوم کے لئے۔

"ہاں نگین ملک و قوم کے لئے ہمیں یہ کرنا ہو گا۔" اس نے جوش سے اسٹیئرنگ وہیل پہ ہاتھ مارا۔ "یہ بازی عشق کی بازی ہے، یہ بازی۔۔۔"

"تمہیں اس سے عشق ہو گیا ہے؟" نگین کو شاک لگا۔

"ارے اس سے نہیں، ملک و قوم سے ہے۔" اس نے جھنجلا کر موڑ کاٹا۔ فرہاد کی گاڑی سامنے ہی تھی

"ارے، یہ ہسپتال کیوں آیا ہے؟" ہسپتال کی پارکنگ میں اسے گاڑی بڑھاتے دیکھ کر وہ دونوں حیران ہوئی تھیں۔

"کیا پتہ، اس کا وہ باس بیمار ہو۔ یقیناً کسی غریب کی بددعا لگی ہو گی۔" وہ اب گاڑی سے نکل کر اس کے پیچھے آئی تھیں۔ ریسپشن کے قریب فرہاد جیب سے موبائل نکالتے ہوئے رکا، اور چمکتی سکرین کو دیکھا۔ پھر چند بٹن دبائے۔ شائد کسی میسج کا جواب دے رہا تھا۔ موقع اچھا تھا، وہ اس سے پہلے ہی اندر آ گئیں۔

"اگر اپنے باس سے ملنے آیا ہے تو ریسپشن سے پتہ کرنے ضرور آئے گا۔ آؤ۔" ہانی اس کا ہاتھ تھامے فرنٹ ڈیسک پہ لے آئی۔

اب وہ ریسپشن ڈیسک پہ کہنی رکھے، فرہاد کی سمت پشت کئے منتظر تھی کہ کب وہ آئے۔

نگین سامنے ستون کی اوٹ میں نوٹ بک اور پین لئے تیار کھڑی ہو گئی۔

شیشے کا دروازہ کھول کر وہ اندر آتا دکھائی دیا۔ بے حد پر اعتماد اور مغرور انداز میں چلتا وہ سیدھا ریسپشن ڈیسک کی طرف آیا جہاں ہانی نے اسے آتے دیکھ کر پوری طرح اس کی

طرف پشت کر لی تھی۔ایک تو کمبخت با کا ہینڈسم تھا، اوپر سے تھا بھی "دشمن"۔

"ایکسیکوزمی سسٹر!" قریب آ کر اس نے اپنے خوبصورت لب و لہجے میں پکارا۔ایک اتنا ڈیشنگ بندہ آپکو "سسٹر" کہہ کر بلائے تو آپ کا دل اپنا نہیں تو اس کا سر دیوار میں دے مارنے کو ضرور چاہے گا۔

"جی سر!" رسیپشنسٹ نے خوش دلی سے جواب دیا۔شکر ہے اسی کو سسٹر کہا تھا۔وہ بے اختیار اس کی مشکور ہوئی۔

"ڈاکٹر نعمان کہاں ہونگے؟" وہ اس کے بالکل ساتھ کھڑا پوچھ رہا تھا۔قیمتی، مسحور کن پرفیوم کی مہک اس کے ہوش اڑائے جا رہی تھی۔

"وہ رہے ڈاکٹر نعمان۔"

وہ شکریہ کہہ کر کاریڈور کی طرف مڑ گیا۔نگین ستون کے پیچھے سے نکلی اور وہ ڈیسک سے ہٹی، دونوں ساتھ ملیں اور پھر ایک ساتھ ہی اس کے پیچھے چل پڑیں۔

دفعتاً وہ رکا۔آہٹ محسوس کر کے پلٹا۔

وہ بھی بوکھلا کر واپس مڑیں۔

اس نے آنکھیں سکیڑ کر چند لمحے ان کو دیکھا، پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔تب ہی سامنے سفید اوور آل بازو پہ ڈالے ایک ڈاکٹر آتا نظر آیا۔فرہاد کو دیکھ کر اس کے لبوں پہ ایک جاندار مسکراہٹ ابھری۔

"ارے، یہ عید کا چاند ہوئے فرہاد حسن کب طلوع ہوئے؟" ڈاکٹر نعمان نے گرم جوشی سے اسے گلے سے لگایا۔

"پہلی کام کی بات پتہ چلی، اس کا پورا نام فرہاد حسن ہے!" نگین ہانی کے ساتھ ان دونوں کی طرف پشت کئے کھڑی جلدی جلدی نوٹ بک پہ قلم گھسیٹنے لگی۔

" بکو مت، اور سوری یار! میں پہلے نہیں آسکا۔انکل کی طبیعت اب کیسی ہے؟ "

لکھو ٹارگٹ نے باس کے لئے "انکل" کا کوڈ ورڈ رکھا ہوا ہے۔" اس نے نگین کے کان میں سرگوشی کی۔

" اب بہتر ہیں۔آؤ تمہیں ملواتا ہوں۔۔۔اور تم سناؤ تمہاری پرنسس کیسی ہے؟ ابھی تمہاری قید میں آئی یا نہیں؟ "

" قید!" وہ چونکی، نگین کے بھی کان کھڑے ہوئے۔

" قید میں تو بس سمجھو وہ آ ہی گئی ہے۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔

ہانی کا رواں رواں کانپ اٹھا۔

"سوچ لو، کہیں اس زبردستی پہ زنجیریں تڑوا کر بھاگ نا جائے۔ "

" تو اس نے کسی لڑکی کو زنجیروں سے قید کر رکھا ہے؟" وہ شدید صدمے میں گھری ان کی باتیں سن رہی تھی۔

" ہماری زنجیریں بڑی مضبوط ہیں، نہیں بھاگے گی، بے فکر رہو!" وہ دونوں اب باتیں کرتے دور جا رہے تھے۔ہانی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے پلٹ کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر نگین کو۔

" یہ لڑکیاں بھی اغوا کرتا ہے؟ "

" ہاں، اور ہم بھی لڑکیاں ہیں۔مجھے ڈر لگ رہا ہے، اگر اس نے میں دیکھ لیا تو؟ "

" بھاگو!" وہ نگین کا ہاتھ کھینچ کر، دھڑکتے دل کے ساتھ اسے باہر لائی۔

"بس کچھ دن کے تعاقب کی بات ہے، پھر اسے گرفتار کروا ہی لینگے۔ "

ہانی جوش سے کہتی نگین کے ہمراہ گھر میں داخل ہوئی تھی۔کل "قیدی لڑکی" کا سن کر آج انھوں نے فرہاد کا واک پہ پورا پورا پیچھا کیا تھا۔گو کوئی کامیابی تو نصیب نہیں ہوئی مگر ان کا جوش دیدنی تھا۔

" میرا گمان ہے کہ یہ آج کل میں اس جگہ ضرور جائے گا جہاں اس نے اس معصوم لڑکی کو چھپا رکھا ہے اور تب ہم۔۔۔"

سامنے کڑے تیور لئے بیٹھی خالہ کو دیکھ کر ہانی کی زبان کو بریک لگے۔

" خ۔۔۔خالہ!" وہ بمشکل مسکرائی۔

" کہاں سے آئی ہو؟"

" لاہور سے۔۔۔آپ بھول گئیں پیاری خالہ؟" اس نے مسکرا کر آنکھیں جھپکیں مگر خالہ کے تیور اچھے نہ تھے۔

" اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو، وہ کہتے تھے لڑکیوں کو دو سونے کا نوالہ مگر دیکھو عقاب کی نظر سے!"

" ان ے دور میں "شیر" ناپید تھے کیا؟" اسے محاورے کی ٹانگ توڑنے پہ سخت غصہ آیا۔

" بکومت! وہ فرماتے تھے، لڑکیاں اگر یوں لور لور پھریں تو مانو کوئی گڑبڑ ضرور ہے!"

" درست فرما گئے تھے، اور نہیں تو کیا۔" وہ تائیدی انداز میں سر ہلاتی ان کے ساتھ بیٹھنے لگی۔

" خبردار جو مجھے مکھن لگایا۔وہیں سامنے ہو جاؤ۔"

" خالہ!" وہ روہانسی ہو گئی۔پھر نگین نے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا کہ دم کٹی لومڑی اکیلی کیوں ہو؟"

" اب میری بات کان کھول کر سنو۔صبح میرے پاس فرہاد آیا ھا۔"

" کون فرہاد؟" اس نے معصومیت سے نگین کو دیکھا۔

"ہاں ہاں، اب تمہاری یادداشت جواب دے گئی ہے نا۔" خالہ طنزیہ بولیں۔ "وہ کہہ رہا تھا کہ اس کالونی کی لڑکیاں اخلاق و تہذیب سے بالکل عاری ہیں۔"

"ٹھیک کہہ رہا تھا، واقعی اس کالونی کی لڑکیاں بڑی بدتہذیب ہیں۔"

"جا فرمایا آپ نے، آگے سنیے، وہ یہ بھی بتا رہا تھا کہ اس کالونی کی دو لڑکیاں روز اس کا پیچھا کرتی ہیں۔"

"ہاں تو ہونگی کوئی دو فضول سی لڑکیاں، ہمیں کیا؟"

"ہمیں یہ ہے ہانی بیٹا کہ حیرت انگیز طور پر ان دونوں لڑکیوں کا حلیہ بھی۔۔۔تم دونوں سے بہت ملتا ہے۔"

"دیکھا، میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ آپکی کالونی کی لڑکیاں میرے اسٹائل اور فیشن کاپی کرتی ہیں۔" وہ ان کے طنز پر اترا کر گردن اکڑاتے ہوئے مسکرائی۔

"جی بیٹا، مگر اتفاق سے ان کے نام بھی ہانی اور نگین ہیں۔"

"واؤ، کتنے اتفاق ہوتے ہیں نا دنیا میں؟"

"بکو مت!" خالہ کو جلال آ ہی گیا، اور جب ان کو جلال آتا تھا تو سننے میں آیا تھا کہ قبر میں انکے سسر مرحوم کی روح بھی کانپ اٹھتی تھی۔

"تم دونوں کیا حرکتیں کرتی پھر رہی ہو؟ جب جی چاہا منہ اٹھا کر پرائے بندے کے پیچھے چل دیں۔ محلے میں ہماری کوئی عزت ہے۔ اگر بات پھیل گئی تو جانتی ہو، کتنی بدنامی ہو گی۔"

"کتنی؟" بے اختیار لبوں سے پھسلا، پھر گڑبڑا کر زبان روکی۔

"کان کھول کر سن لو، اگر آئندہ مجھے تم دونوں کی طرف سے کوئی شکایت ملی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ غصے میں کہہ کر کچن کی طرف چلی گئیں۔

نگین منہ لٹکائے صوفے پہ گر گئی، جبکہ وہ وہیں ٹہلنے لگی۔

" اس ڈاکو، چور، دہشت گرد کی اتنی ہمت کہ ہماری شکایت لگائے، اب تو اس کو اندر کرانا ہی پڑے گا۔"

وہ اِدھر اُدھر چکر لگاتی بولے جا رہی تھی۔

"مگر اب اماں سے نظر بچا کر ہم اس کا پیچھا کرنے نہیں جا سکتے۔ "

" جا سکتے ہیں۔" وہ ٹہلتے ٹہلتے رکی۔ اس کی آنکھیں کسی خیال سے چمک اٹھی تھیں۔

" میرے پاس ایک آئیڈیا ہے!" وہ پرجوش سی اس کے قریب آئی۔

ریسٹورنٹ کے خوابناک ماحول میں لذیذ کھانوں کی

اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی پیچھے دھیما دھیما سا آرکسٹرا، چمچوں اور گلاسوں کے ٹکرانے کی آواز اے سی کی خنک وہ مدھم روشنی میں ڈوبی کونے والی میز پر موجود تھی، آج فرہاد کا تعاقب انہیں اس ریسٹورانٹ تک لے آیا تھا اب ہم حلیہ بدل کر جائیں گے تا کہ وہ ہمیں پہچان نہ سکے، نگین اس کے آئیڈیئے پر حیران رہ گی تھی، مگر ڈارک میک اپ، بڑے سیاہ گلاسسز اور مختلف ہیر اسٹائل میں اپنا بدلا ہوا روپ اس نے نگین کو دکھایا تو وہ زیادہ متاثر نا ہوی

"تم پہچانی جا رہی ہو ہانی!"

"تب ہی اچھی لگ رہی ہوں، مگر کوئی بات نہیں۔ وہ کونسا ہمیں بہت دیکھتا ہے۔" اس نے اپنے بال مسکارا ڈائی سے ریڈ ڈائی کر لیے تھے۔ اب وہ اس پر نظر رکھے ہوئے بیٹھی تھی وہ سامنے والی ٹیبل پر بیٹھا موبائل کے بٹن کافی دیر سے دبائے جا رہا تھا۔ اس وقت رش کم تھا۔

تب ہی ویٹر اس کا آرڈر لے آیا۔ پینا کولاڈا کے لبالب بھرے دو گلاس۔

"دو گلاس؟" ہانی نے گہرے گلاسز کے پار سے دیکھا۔ "اس کا مطلب ہے یہ کسی سے ملنے آیا ہے۔ یا پھر شاید اس لڑکی کے تاوان کی رقم وصول کرنے۔"

نگین نوٹ بک میں سر گھسائے، قلم چلائے جا رہی تھی۔

"ویٹر نے فرہاد کے سامنے میز پر دونوں گلاس سیٹ کئے۔ وہ ابھی تک موبائل پہ مصروف تھا۔ بس سر کے خم سے شکریہ ادا کیا۔ سیاہ ڈنر جیکٹ اور سفید شرٹ میں وہ بہت شاندار لگ رہا تھا۔

"ہانی! آٹھ بج گئے ہیں؟" دفعتاً نگین نے پریشانی سے سر اٹھایا۔ ہانی نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ آٹھ بج گئے تھے۔

"نہیں بجے۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہے۔" اس نے اطمینان سے نگین کو تسلی دی۔ وہ جانتی تھی سچ بتانے کی صورت میں نگین بدحواس ہو کر باہر بھاگے گی۔

دفعتاً وہ چونکی۔ ایک سوٹڈ بوٹڈ ادھیڑ عمر شخص فرہاد کی ٹیبل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے؟"

آہٹ پہ فرہاد نے سر اٹھایا، پھر مسکراتا ہوا اٹھا۔

"یقیناً اس مغویہ لڑکی کا وارث ہے، شکل تو دیکھو کتنی مسکینوں والی ہے بے چارے کی!"

اب فرہاد گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ شاید بیٹھنے پہ اصرار۔ مگر اس شخص نے نفی میں سر ہلاتے کوٹ کی جیب سے ایک پیکٹ نکالا۔

ہانی کے سارے حواس بیدار ہو گئے۔ وہ بے اختیار گردن اونچی کر کے دیکھنے لگی۔

اب وہ شخص پھولا ہوا خاکی لفافہ فرہاں تو تھما کر کچھ کہہ رہا تھا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث وہ ان کی آوازیں نہیں سن سکتی تھیں۔

پھر وہ شخص چلا گیا اور فرہاد نے لفافے کو احتیاط سے اپنے کوت کی اندرونی دین میں ڈالا۔ تب ہی اس کی نگاہ ان دونوں پہ پڑی۔

سر جھکائے نوٹ بک پر کچھ لکھتی نگین اور گردن اونچی کر کے اس کو دیکھتی ہانی، جس نے اس کے متوجہ ہونے پہ گڑبڑا کر رخ پھیرا تھا۔

فرہاد کے ماتھے پہ ناگواری کی شکن ابھری۔ لب بھینچ کر وہ اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان کی ٹیبل تک آیا۔

اب بھاگنا بے سود تھا۔ وہ جان کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"آپ دونوں ادھر کیا کر رہی ہیں؟" عین ان کے سر پہ پہنچ کر وہ درشتی سے بولا۔

نگین کے ہاتھ سے قلم پھسلا۔ گڑبڑا کر اس نے سر اٹھایا۔ مگر ہانی نے پرسکون انداز میں گردن اس کی جانب موڑ دی۔

"ہم سے کچھ کہا؟"

"کیا میں آپ کو دیواروں سے باتیں کرنے والا لگتا ہوں؟"

"لگنے کو تو آپ بہت کچھ لگتے ہیں۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ پھر سر جھٹکا: خیر! آپ کی تعریف؟"

"آپ کیوں میرے پیچھے ہر جگہ پہنچ جاتی ہیں؟ مسئلہ کیا ہے آپ لوگوں کو؟" وہ خاصا برہم تھا/ ہانی نے جواباً حیرت سے نگین کو دیکھا۔

"تم انکو پہچانتی ہو شائستہ؟"

"کون شائستہ؟" نگین الجھی۔

اس نے میز کے نیچے سے اپنا پاؤں نگین کے پاؤں پہ مارا۔

"تم۔۔ تم شائستہ۔۔۔ تم ے س پوچھ رہی ہوں۔ یہ صاحب کون ہیں اور کیوں ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔"

"اپنی اداکاری کے جوہر آپ کہیں اور دکھائیے گا۔ میری بات کان کھول کر سنو تم دونوں۔۔۔" وہ آپ سے تم پر اتر آیا۔ "آئندہ اگر مجھے اپنے پیچھے تمہاری صورت نظر آئی تو اپنے پاؤں پہ گھر نہیں جاؤ گی۔"

"تو کیا وہ ہمیں ٹیکسی کروا کے دے گا؟" نگین نے حیرت سے اسے دیکھا جو سختی سے دو ٹوک بات کر کے واپس پلٹ چکا تھا۔

"آیا بڑا نواب کہیں کا نواب! سارے ڈرامے اک بیڑہ غرق کر دیا۔ اور تم بھی تو کچھ نہیں سمجھتی ہو۔" وہ غصے ست اٹھ کھڑی ہوئی۔ نگین منہ لٹکائے اس کے پیچھے تھی۔

☆☆☆☆☆

"کل ٹارگٹ نے یقیناً دھماکے کی یا اس مغویہ لڑکی کے تاوان کی رقم وصول کی ہے۔ مجال ہے جو اسے ذرا شرم آئی ہو۔"

"وہ مسلسل کمرے میں ٹہل ٹہل کر بولتی اپنا غصہ نکال رہی تھی۔

نگین بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ناول میں غرق تھی۔

"اور پتہ نہیں کس معصوم لڑکی کو قید کر رکھا ہے۔ جانے کیا حال ہوا ہو گا اس کا۔"

نگین نے بہت دھیان سے پڑھتے ہوئے صفحہ پلٹا۔

"زنجیروں سے باندھ رکھا ہے اس ظالم انسان نے اسے۔ بس ایک دفعہ میرے ہاتھ لگ جائے، ساری زندگی کے لئے جیل نہ بجھوا دیا تو میرا نام بھی ہانی نہیں ہئ۔ تم نے سنا جو میں نے کہا؟"

"ہاں ہاں۔" نگین نے بوکھلا کر سر اٹھایا۔ "تم نے کہا، پانی نہیں ہے۔"

تب ہی خالہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ بس آخری فقرہ کانوں میں پڑا۔ پریشان ہو گئیں۔ "کیا؟ پانی نہیں ہے؟ اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو، وہ کہا کرتے تھے جس گھر میں پانی بار بار ختم ہو اس کے گھر والوں کے رزق سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ ٹھہرو میں موٹر چلواتی ہوں۔"

"ہانی نے سر پکڑ لیا۔ یہاں کوئی ٹھیک سے بات سننے کو تیار نہ تھا۔

"او تم کیوں سر پکڑے بیٹھی ہو؟ اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو، وہ کہا کرتے تھے اگر سر کا درد ایک دفعہ شروع ہو جائے تو جاتا نہیں ہے۔"

"درد نہیں ہے خالہ۔"

"پھر اٹھو، تمہاری امان کا فون آیا ہے پی ٹی سی ایل پر۔"

وہ گہری سانس لیتی اٹھی۔ اماں موبائل نہیں رکھتی تھیں۔

"یہ کیا ذرا سی بات اور کریڈٹ ختم۔۔۔۔ ایسی غربت میں ہم سے تو گزارہ نہیں ہوتا۔" اور پھر انہوں ن ے کبھی موبائل نہیں رکھا۔ اپنا پی ٹی سی ایل انہیں بہت پیارا تھا۔ لمبی سی تار، جہاں چاہے کھینچ کر لے جاؤ۔

"اللہ بخشے میرے سسر مرحوم کو، وہ کہا کرتے تھے، لڑکیاں جلد ہی اپنے گھروں کی ہو جائیں تو اچھا ہے۔" کمرے سے نکلتے ہوئے اس کے کان میں خالہ کا فقرا پڑا۔ وہ ذرا سی ٹھٹک گئی پھر بھاگ کر نیچے آئی۔

"ہیلو اماں!"

اماں سے سلام دعا کے بعد اس نے تین منٹ تلگھر کا پورا احوال سنا۔ ماسی کی چوریوں اور کام چوریوں کی داستان، پھپھو کا کسی محفل میں ٹوک دینا، اور خالہ کے جرمنی سے بھجوائے گئے تحفوں کی تفصیل سن کر اس نے سرسری انداز میں "اور سب خیریت ہے؟" پوچھا تو اماں چند لمحے کو رکیں۔

"تمہاری خالہ نے کوئی رشتہ وشتہ کو نہیں دیکھا تمہارے لئے؟"

"معلوم نہیں۔" وہ خود بھی الجھ گئی۔

"مگر انہوں نے تو۔۔ خیر" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئیں۔ "اچھا وہ عفان کے لئے تمہاری پھوپھو اصرار کر رہی ہیں۔"

"اچھی بار ہے، ورنہ کہیں اس دفعہ بھی فیل نہ ہو جائے۔ اصرار کر کے پڑھوانا چاہئے۔"

"او ہو بات تو پوری سنو! انہوں نے عفان کے لئے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔"

"وہ ایک دم چپ سی ہو گئی۔

"جو تم بہتر سمجھو۔ مجھے آگاہ کر دینا۔ سوچ لو۔ اچھا ہے۔"

اس نے آہستگی سے فون کریڈل پہ رکھا۔ ایک دم دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ لاؤنج میں کونے پہ کتابوں کے ڈھیر سے سنی نے سر نکالا۔

"کیا انہوں نے آپکا رشتہ پکا کر دیا؟"

وہ چونکی۔ "تمہیں کس نے بتایا ہے؟"

"اماں کچھ کہہ رہی تھیں۔" اس نے لاپرواہی سے شانے اچکاتے ہوئے کتاب کا صفحہ پلٹا۔

"پتا نہیں۔" وہ سر جھٹک کر سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

"ہاں، کر دیں آپا!"

"وہ ٹھٹک کر پلٹی۔ سنی کتاب پہ نگاہیں جھکائے مسکرا رہا تھا۔

اس کے دیکھنے پہ سر اٹھایا، پھر ناک پہ پھسلتی عینک پیچھے کی۔

"ہاں کر ہی دیں آپا کیونکہ ساتھ والا تو دہشت گرد نکلا۔"

اس نے مسکرا کر پھر سے کتاب چہرے کے سامنے کر لی۔

وہ متحیر سے ساکت رہ گئی۔

کتنی عجیب بات کی تھی سنی نے!

سر جھٹک کر وہ تیز تیز سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی۔

دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔

نگین اسی طرح بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ناول میں غرق تھی۔ وہ کھڑکی کے سامنے آئی اور پردہ ہٹایا۔

پھر دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی۔

"تب ہی فرہاد کی گاڑی اس کے پورچ میں رکی۔

"کیونکہ ساتھ والا تو دہشت گرد نکلا۔"

"عفان کا رشتہ۔"

"ساتھ والا"

"چپ کرو!" اس نے اندر سے اٹھتی آوازوں کو گھر کا۔

وہ ڈرائیونگ ڈور کھول کر نکلا پھر پچھلی سیٹ سے چند شاپنگ بیگز نکالے۔

"وردہ، وی نائن، جنریشنز۔" یہ خالص زنانہ شاپنگ کیوں کر کے لایا ہے؟"

وہ اب شاپنگ بیگز تھامے چابی سے دروازے کا لاک کھول رہا تھا۔

" کہیں یہ اس مغویہ لڑکی کے لئے تو نہیں لایا، یعنی وہ لڑکی اسکے گھر میں ہے؟" اگلے گمان نے اسے دہلا دیا۔

"ہاں جیسے ناولز میں ہوتا ہے۔" نگین بھی ناول چھوڑ کر دوڑی چلی آئی۔"اس کو اس لڑکی سے پیار ہو گیا ہو گا۔ تب ہی زبردستی نکاح کرنے کے لئے قید کر رکھا ہو گا۔"

"اب پیار ہو گا تو ہی اتنی مہنگی شاپنگ کر کے لایا ہے، ورنہ یاد ہے، وی نائن کے پرنٹس تو ہم دور سے دیکھ کر گزر جاتے تھے۔"

"پیار؟" اسے عجیب سا لگا۔ دل کی حالت غیر ہونے لگی۔

"وہ کیا کسی اور سے پیار کر سکتا ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے؟"

☆☆☆☆☆☆

"جاسوسی کا چھٹا سٹیپ۔۔۔!" سنی میز پہ پاؤں رکھے صوفے پہ بیٹھا بول رہا تھا۔ "ٹارگٹ کے گھر اور سامان کی تلاشی۔"

"اس نے مجھے اپنی نوکرانی تو نہیں رکھا، ورنہ میں یہ ضرور کر لیتی۔" اس نے تلخی سے سر جھٹکا۔

آج کل وہ بات بے بات تلخ ہو جاتی تھی۔ رہ رہ کر زنجیروں میں جکڑی ایک خوبصرت لڑکی کا تصور ذہن میں ابھرتا جسے منت کت کے وہ ظالم (مگر ہنڈسم) بندہ کچھ کھلا رہا ہو گا۔

"دفع دور!"

وہ چڑ کر کھڑی ہوئی۔ اب وہ عاجز آ گئی تھی اسکی جاسوسی سے۔

اوپر کمرے میں آئی تو نگین آنکھوں سے دوربین لگائے بیٹھی تھی۔

"ہانی!" اسے آتے دیکھ کر وہ خوشی سے اس کی طرف گھومی۔

"کیا ہے؟"

"فرہاد ابھی ابھی گھر سے نکلا ہے۔"

"میری بلا سے دنیا سے بھی نکل جائے۔"

(مگر دل نے پوچھا۔ کیا واقعی" تو وہ دل سے نگاہیں چرا کر رہ گئی۔)

"ہانی سنو تو۔۔ میں نے خود دیکھا ہے، وہ دروازہ لاک کرنا بھول گیا ہے۔

وہ مغویہ یقیناً اس کے گھر میں قید ہو گی۔ چلو چل کر اسے آزاد کراتے ہیں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

اسے اس لڑکی سے اب رتی برابر بھی ہمدردی نہ تھی۔ "گھنی، میسنی، ادائیں دکھا کر پھنسا رکھا ہو گا بیچارے کو۔ اچھا ہے وہیں سڑتی ہے۔"

"مگر وہ بیچارہ کب سے ہو گیا ہانی؟" کوئی اسکے اندر ہنسا تھا۔

"مجھے نہیں پتا۔" وہ جھنجلا گئی۔

"کس سے لڑ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں، تم بتاؤ، کیا کہہ رہی تھیں؟"

"اس کا گھر کھلا ہے۔ چلو اس لڑکی کو آزاد کروا آئیں۔"

"مگر اس سے کیا ہو گا؟" وہ بے دلی سے بیٹھی رہی۔

"بھئی وہ لڑکی اس کے خلاف پولیس کے سامنے گواہی دے گی۔"

ہانی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اگر اس نے گواہی دی تو کیا فرہاد اس سے نفرت کرنے لگے گا۔"

"اور نہیں تو کیا۔ جو ہمارے خلاف گواہی دے اس سے ہمیں نفرت تو ہو ہی جاتی ہے۔"

"سچی!" وہ خوشی سے اٹھ کر بیٹھی، پھر سنبھل گئی اور چہرے پہ سنجیدگی طاری کر لی۔ "چلو"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتیں، آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ لائٹ کا سوئچ ہاتھ ہی نہیں آرہا تھا۔

"اس نے ضرور لڑکی کو تہہ خانے میں چھپا کر رکھا ہو گا۔"

"مگر اس کالونی کے تو سارے گھروں کے ڈیزائن ایک سے ہیں ہانی۔۔۔ اور یہ کرایہ دار ہے، تہہ خانہ کیسے بنوا سکتا ہے اتنی جلدی۔"

"ایک تو تم اتنی عقل مندی کی باتیں نہ کیا کرو۔ چلو پھر کمروں میں دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ سہج سہج کر آگے بڑھ رہی تھیں۔ لاؤنج میں گھپ اندھیرا تھا۔ وہ دیواروں کا سہارا لئے ذرا آگے آئیں تو ایک دروازے سے ہاتھ ٹکرایا۔

ہانی نے دروازہ دھکیلا۔

چرر کی آواز کے ساتھ وہ کھلتا چلا گیا۔ "ہانی مجھے ڈر لگ رہا ہے"

" تو مجھے تو نہ ڈراؤ!"

" ہائے ہانی اگر اس گھر میں جن بھوت ہوا تو؟"

" نگین میری جان مت نکالو۔" اس کا اپنا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا بمشکل خود پر قابو رکھے اس نے کمرے میں قدم رکھے۔ اے سی کی خنکی ابھی تک باقی تھی۔ کسی قیمتی پرفیوم کی مہک کمرے میں پھیلی تھی۔ وہ اندھوں کی طرح ٹٹولتی آگے بڑھ رہی تھی جب گھٹنا کسی سخت چیز سے ٹکرایا۔ " اف!" وہ کراہ کر رہ گئی، پھر ہاتھ سے ٹٹولا۔ لکڑی کا سرا تھا شاید بیڈ کی پائنتی۔ " یہ تو اس کا بیڈ روم ہے آؤ کسی اور کمرے میں۔" تب ہی پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ " اوہ مائی گاڈ! وہ واپس آ گیا۔" ان کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے۔ " اب کیا کریں؟"

"چلو کہیں چھپتے ہیں" کھڑکی کے پردے ذرا سا سرکائے۔ باہر سے چھن کر آتی چاندنی میں اسے کونے میں رکھے کشن نظر آئے۔ آؤ۔ وہ نگین کا ہاتھ تھامے اس طرف بڑھی۔ لاؤنج کے داخلی دروازے کا ہینڈل ایک کلک کے

ساتھ کھلا۔ اور بھاری بوٹ داخل ہونے کی آواز آئی۔ دونوں کشن کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ ایک بڑا کشن اپنے اوپر رکھ لیا اور پیچھے جھولتا پردہ اس پر ڈال دیا۔ لاؤنج کے فرش پہ جوتوں کے چلنے کی آواز آرہی تھی۔

ہانی کا سانس رکنے لگا تھا۔ " اگر پکڑی گئی تو؟" اسے چشم تصور میں اپنا آپ زنجیروں میں جکڑا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اب بیڈروم کی طرف آرہا تھا۔ قدموں کی چاپ نزدیک آگئی تھی۔ تب ہی نگین نے ہولے سے سرگوشی کی۔ " ٹائم کیا ہوا ہے؟"

فرہاد کا ہیولا سا اسے دروازے میں کھڑا دکھائی دیا۔ وہ جیسے متلاشی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ ہانی نے چاندنی میں چمکتی وال کلاک دیکھی، اور پھر چہرہ نگین کے کان میں تقریباً گھسا کر بہت دھیرے سے بولی۔ " آٹھ بج گئے ہیں۔"

" کیا؟" نگین حلق کے بل چلاتی ہوئی کھڑی ہوئی۔ کشن نیچے گرا پردہ ہٹ گیا ساتھ ہی فرہاد نے لائٹ آن کر دی۔ سارا کمرا روشنی میں نہا گیا۔ بکھرے کشن پیچھے ہکا بکا بیٹھی ہوئی ہانی اور کھڑی نگین۔ " آٹھ بج گئے اور تم نے بتایا نہیں۔" وہ پریشانی سے چلائی تھی۔ " آج فرائیڈے ہے۔" میرا نصیب آرہا ہو گا۔ ہائے پتا نہیں بے چاری نازیہ کا کیا بنا۔ وہ اسی پریشانی کے عالم میں دروازے کی طرف بھاگی۔ فرہاد راستے میں کھڑا تھا، مگر نگین کو جیسے ہوش نہ تھا۔ ہٹیں جی۔ وہ اسے ایک طرف کر کے باہر نکل گئی۔ ہانی شاکڈ سی بیٹھی رہ گئی۔

وہ اس کے سامنے ہی کھڑا تھا سینے پہ بازو باندھے، دیوار سے ٹیک لگائے، وہ کڑے تیوروں سے اسے گھور رہا تھا۔ "میرا نصیب" کے چکر میں نگین اس کا نصیب غارت کر گئی تھی۔

" آپ نیچے کیوں بیٹھی ہیں مس امِ ہانی؟ اوپر آکر بیٹھیے۔" طنز میں ڈوبی آواز پہ وہ ہوش میں آئی۔

" ہاں۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ ڈرامہ۔۔۔ لگ گیا ہو گا۔" وہ اٹھی اور نگین کی طرح سر جھکائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی مگر فرہاد نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ بند کیا اور سامنے آکھڑا ہوا۔۔

" وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ ڈرامہ۔۔" وہ منمنائی۔

" ڈرامہ تو میں آپ کو بتاتا ہوں کیا ہوتا ہے۔" وہ کہتے ہوئے دو قدم آگے بڑھا اور وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹی۔

" تو آپ اِدھر کیا کرنے آئی تھیں؟"

" وہ ہمارا کیبل نہیں آ رہا تھا۔۔ تو ڈرامہ دیکھنے۔۔۔"

" میرے بیڈ روم میں آپ کو ٹی وی دیکھائی دے رہا ہے؟"

ہانی نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔ " نہیں۔"

" تو اس کا کیا مطلب ہے؟"

" یہی کے آپ ٹی وی افورڈ نہیں کر سکتے۔" وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا، وہ ویسے ہی اُلٹے قدموں پیچھے ہو رہی تھی

۔

" شکل سے تو آپ بہت معصوم لگتی ہیں۔"

" شکریہ۔ سب یہی کہتے ہیں۔" وہ معصومیت سے مسکراتی پیچھے ہٹتی دیوار سے جا لگی۔ اوہ۔ پیچھے دیوار۔ سامنے وہ اب کیا کرے؟

" مگر سب کو کیا معلوم کہ اتنی معصوم شکل بھی چوری کرنے کے لیے کسی کے گھر میں داخل ہو سکتی ہے۔"

" چوری؟" وہ شرمندہ سی سر جھکائے کھڑی تھی۔ تڑپ کر سر اٹھایا۔ "چور ہوں گے آپ۔۔ آپ کے نانکے دادکے میں آپ کو چور لگتی ہوں"

" تو میرے گھر میں یوں کیوں داخل ہوئیں؟"

" ارے بھاڑ میں گیا آپ کا گھر۔ میں تو اس بے چاری کو چھڑانے آئی تھی جسے آپ نے اغوا کر کے قید کر رکھا ہے۔۔"

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر آہستہ سے بولا۔ " آپ کو کس نے بتایا اس کے بارے میں؟"

وہ پل بھر کو ساکت رہ گئی۔ " آپ نے واقعی؟" ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید اس کے گمان جھوٹے ہوں۔ وہ اچھا بندہ ہو۔ وہ سب اس نے خود سے فرض کر کے غلط سمجھا ہو، مگر اس کے اعتراف نے اسے کنگ کر دیا تھا۔

"جی" میں نے اپنی منگیتر کو اغوا کر کے اوپر والے کمرے میں قید کر رکھا ہے۔ اور شاید اب مجھے آپ کو بھی اُدھر باندھنا پڑے۔ اور کیا کیا جانتی ہیں آپ میرے بارے میں؟"

" ن۔۔ نہیں۔۔ وہ۔۔ چاندرات والا بلاسٹ۔۔ " بے اختیار زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

" اچھا؟ یہ خبر بھی آپ کو ہے؟ اب تو مجھے آپ کو لازمی اُدھر باندھنا پڑے گا۔"

" نہیں نہیں۔۔ پلیز مجھے جانے دیں۔۔"

" تاکہ آپ میرے خلاف پولیس میں رپورٹ کر دیں۔"

"نہیں میں نہیں کروں گی پلیز مجھے جانے دیں۔" اس کا گلا رندھ گیا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔۔

" اور میں کیسے یقین کروں کے آپ اپنا منہ بند رکھیں گی؟"

"میں۔۔" وہ ہکلائی۔ یہ تو پکا ارادہ تھا کہ کسی طرح یہاں سے نکلے پھر فوراً پولیس کو فون کرے گی۔

" آپ یہی سوچ رہی ہیں نا کہ مجھے بہلا پھسلا کر آپ یہاں سے نکلیں اور گھر جا کر چھوٹتے ہی پولیس کو کال کریں "؟

" ن۔۔۔ نہیں۔" وہ پھر ہکلائی۔ کمبخت تو ٹیلی پیتھی بھی جانتا تھا۔

" مجھے پتا ہے۔ تم یہی کرو گی۔ سو میری بات غور سے سنو۔ تمہارے گھر کے ہر موبائل اور لینڈ لائن فون اور انٹرنیٹ پہ میں نے آبزرویشن لگا رکھی ہے اور اگر تم نے پی سی او کے لیے گھر سے باہر قدم نکالا بھی تو میرے بندے تمہیں واچ کر رہے ہیں۔ جس لمحے تم نے گڑبڑ کی، میں اس لڑکی کو مار دوں گا۔۔"

" نہیں! پلیز اس کو کچھ مت کہیے گا۔ میں کچھ نہیں کروں گی۔"

" اور اگر چاندرات تک تم گھر سے بھی نکلیں تو۔۔"

" پلیز میں کچھ نہیں کروں گی۔ مجھے جانے دیں۔" اس کے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔۔

" کوئی گڑبڑ ہوئی تو یاد رکھنا۔۔!" دھمکی آمیز ادھوری بات کر کے وہ سامنے سے ہٹا تو وہ بری طرح روتی ہوئی باہر بھاگی۔ پھر اپنے گھر کے باہر اس نے آنسو پونچھے۔۔

"ہانی!" افسردہ بیٹھی نگین اسے لاؤنج میں داخل ہوتے دیکھ کر بے اختیار اٹھی۔ "تم ٹھیک تو ہو؟ آئی ایم سوری میں۔۔"

"چپ!" وہ غرائی۔۔۔

"مگر میں۔۔۔"

"بالکل چپ!" وہ سختی سے کہہ کر کاؤچ پہ آ گری۔ تب ہی کتابوں کے ڈھیر سے سنی نے کچھوے کی طرح گردن اوپر نکالی۔۔۔

"کیا آپ جانتی ہیں اگر جاسوسی کے سارے اسٹیپ فیل ہو جائیں تو کیا کرتے ہیں؟" ہانی اور نگین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "تو اگلا اسٹیپ استعمال کرتے ہیں۔" محظوظ انداز میں کہتا وہ پہلے کی طرح شروع ہو گیا۔ "جاسوسی کا ساتواں اسٹیپ ٹارگٹ کی۔۔۔" ہانی نے پیر سے جوتا اتارا، اور نگین نے کشن اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے دونوں چیزیں سنی کی طرف اُڑ رہی تھیں۔ وہ غڑاپ سے اپنے ڈھیر میں گم ہو گیا۔۔

"سارا اسی کا قصور ہے۔ اسے اتنا مارو کہ آئندہ یہ گدھا ہمیں فضول مشورے نہ دے۔۔" ہانی دوسرا جوتا اتار کر اس کی طرف آئی مگر "گدھا" کتابوں کے بیچ سے بچتا بچاتا سیڑھیوں کی طرف نکل گیا تھا۔۔۔

مذاق مذاق میں شروع ہونے والا کھیل اتنی سنجیدگی اختیار لے گا، اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ کتنی ہی دفعہ گھر سے باہر نکلنے کا سوچا، یا نگین کو کچھ بتانے کا، مگر ہر بار اس کی دھمکی یاد آ جاتی تو وہ سہم جاتی۔ دل تو ویسے ہی آجکل روٹھا ہوا تھا۔ ہر شے سے بے زار، ناراض اور تنہا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کرے تو کیا کرے۔ آج سعودیہ میں عید ہوئی تھی، یعنی اب متوقع طور پہ ادھر چاند نظر آ جانا تھا، اور اگر آج کی رات چاند رات ہوئی تو وہ دھماکہ کر دے گا۔۔ پھر کیا ہو گا؟ وہ کتنی ہی دیر بے چین سی لاؤنج میں ٹی وی کے آگے بیٹھی رہی۔۔ رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس شروع ہو چکا تھا مگر ممبرز کے شجرے ہی مکمل نہیں ہو رہے تھے کہ بات آگے بڑھتی۔۔ "میرا ناول کدھر ہے؟ یہیں رکھا تھا" ۔۔ "مجھے کیا پتا۔۔۔" "تم نے ہی اٹھایا ہو گا۔" نگین اور سنی پیچھے لڑ رہے تھے۔ اس نے پوری لڑائی تو نہیں سنی، بس آخر میں سنی کو غصے سے چہرے کے آگے کتاب کرتے اور نگین کو پیر پٹخ کر باہر جاتے دیکھا تھا۔

چاند نظر آنے کی خبر آ ہی گئی۔۔ اس کا دل ڈوب گیا۔ کتنے لوگ اس کی بزدلی کی وجہ سے آج موت۔۔ آگے وہ سوچ نہ سکی اور کمرے میں چلی آئی۔۔ کتنی ہی دیر وہ بستر پہ چت لیٹی چھت کو دیکھتی رہی۔ دفعتاً دروازے پہ مدھم سی دستک ہوئی۔ وہ کسلمندی سے اٹھی۔ دستک دوبارہ ہوئی پھر مسلسل ہونے لگی۔ وہ جھنجھلا کر آگے بڑھی اور دروازہ کھولا۔۔ " کون ہے ؟ کیا مسئلہ ہے، کیوں مجھے۔۔۔ " وہ غصے میں بڑبڑ کر رہی تھی، ایک دم شل رہ گئی۔ سامنے کھڑی لڑکی نے اس کے حواس سلب کر لیے تھے۔۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی۔ دراز قد لمبے سیدھے بال کمر پہ گرتے ہوئے، نفاست سے کیا میک اپ، بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں، اور پاؤں تک آتا اسٹائلش سا پنک فراک۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہانی کو لگا اس نے اسے پہلے دیکھ رکھا ہے۔ مگر نہیں۔۔ اوہ نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔ " نگ۔۔ نگ۔۔۔ نگین!" وہ متحیر سی دو قدم پیچھے ہٹی۔

" ہاں میں!" نگین اپنا دلفریب سراپا لیے مسکراتی ہوئی دروازے میں کھڑی تھی۔۔۔

وہ منہ کھولے کنگ سی رہ گئی۔۔ یہ سب کیا تھا؟

" تم نے کہا تھا ہانی کہ نگین تمہارے گمان کے مطابق ہوگی، مگر کیا ہے کہ گمان دنیا کی سب سے انہونی بات کو کہتے ہیں۔ " وہ پر اعتماد مسکراتے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ " ہوتا یہ ہے ہانی کہ بعض دفعہ اپنی عقل مندی کے زعم میں ہم لوگوں کو کیٹیگریز میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اچھے، برے، کم عقل چالاک۔۔ جبکہ ہر انسان دوسرے سے اتنا ہی مختلف ہوتا ہے جیسے اس کی انگلیوں کے نشان۔ مگر ہم کثرت گمان سے باز نہیں آتے۔ اور یہ گمان بہت دھوکا دیتے ہیں۔ اور جانتی ہو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں تجسس میں ایسا ڈراتے ہیں کہ باہر نکلنا ناممکن سا ہو جاتا ہے۔ "

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ اتنی پڑھی لکھی باتیں نگین کر رہی تھی؟

" تو ہوا یوں کہ چھ سال ہمارا رابطہ نہ رہنے کے باعث تم نے اپنے ذہن سے وہ چھ سال پرانی، عینک والی کم عقل نگین نہ نکلنے دی۔ حالانکہ عینک تو لیزر ٹریٹمنٹ نے ہی اتروا دی تھی اور کم عقلی عمر اور شعور کی بڑھتی ہوئی منازل نے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہر پرندہ اڑنا سیکھ لیتا ہے مگر تم نے میری کسی بات سے گمان کیا کہ میں ویسی ہی ہوں

،سو میں نے سوچا کہ چلو، اپنی پیاری ہانی کو ایک سبق دیتے ہیں تاکہ وہ زندگی میں پھر کبھی لوگوں کے بارے میں یوں رائے قائم نہ کرے۔"

اس سے آہستہ سے اپنا ادھ کھلا منہ بند کیا۔ اندر ہی اندر غصے کا ابال اٹھنے لگا تھا، مگر نگین اسی طرح کہے جا رہی تھی سو میں نے ایک پلان سوچا۔ لائبریری سے ناول پکڑے، اور ڈراموں کا ٹائم ٹیبل یاد کیا۔ پھر زیرو نمبر کی عینک لی اور سنی اور اماں کو خاموش رہنے کی تنبیہہ کی مگر جنہوں نے سب سے زیادہ میری مدد کی وہ فرہاد تھے۔ آئیے فرہاد آپ کو اپنی کزن سے ملواؤں۔

دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا براؤن کرتے میں ملبوس وہ مسکراہٹ دبائے نگین کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔ وہ سینے پہ ہاتھ باندھے، لب بھینچے خاموشی سے دونوں کو دیکھے گئی۔

" یہ ہیں فرہاد، حسن چچا کے بیٹے حال ہی میں ایم بی اے کر کے انگلینڈ سے آئے ہیں۔ چچا اور باقی لوگوں نے بھی عید کے بعد آنا ہے سو بڑی فیملی کے باعث انہوں نے پورا گھر رینٹ پر لیا، یہ میرے پلان کا حصہ بھی نہیں تھے۔ مگر جب تم نے ان کی باتیں سنیں جن میں یہ حسن چچا سے ایک انکشاف کر کے فیملی میں دھماکہ کرنے کی بات کر رہے تھے اور دھماکے کے پیچھے "بم" کا لفظ تم نے خود ایڈ کر لیا تو ہم نے سوچا چلو، ایسا ہے تو ایسا سہی، جب شک کی عینک فٹ کر کے دیکھا تو ان کا ہر عمل مشکوک نظر آیا چاہے آفس کے کوئی کاغذات لینے ریسٹورنٹ گئے یا دوست کی والدہ کی عیادت کے لیے ہسپتال، یا پھر منگنی کی زنجیروں میں محاورتاً اپنی منگیتر کو جکڑنے کا ذکر کیا تم ان پر شک ہی کرتی رہیں چاند رات میں انہوں نے اسی لڑکی کے حوالے سے ایک دھماکہ کرنا تھا مگر۔۔۔ خیر، آئی ہوپ کہ اس معصوم شرارت پہ تم ہمیں معاف کر دو گی کیونکہ ہم تمہارے اچھے دوست بھی تو ہیں نا۔۔"

نگین نے شرارت سے چمکتی نگاہوں سے فرہاد کو دیکھا۔ (وہ غصے کی اداکاری خالہ کو لگائی شکایتیں۔۔) سب ڈرامہ تھا ؟اور خالہ کو تو اللہ کرے ان کے سسر مرحوم قبر سے پوچھنے آئیں۔" اچھا گفٹ دیا ہے آپ نے مجھے عید کا۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتی بیڈ پہ اپنا موبائل تلاش کرنے لگی۔ ابھی بیپ بجی تھی شاید اس کے موبائل پہ کوئی میسج آیا تھا

۔

فرہاد نے نگین کو دیکھا، تو اس نے سب" سب ٹھیک ہو جائے گا" اشارہ کیا، پھر ہانی کی جانب پلٹی۔۔" تو تم نے ہماری شرارت معاف کر دی؟"

ہانی نے موبائل بیڈ سے اٹھایا اور چمکتی اسکرین کو دیکھتے ہوئے شانے اچکائے۔" معافی کا اختیار ہم بے چاروں کو کہاں حاصل؟" تلخ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے میسج کھولا۔

خالہ کے نمبر سے ایس ایم ایس آیا تھا" ہانی آپا! اگر آپ ان دونوں سے بدلہ لینا چاہتی ہیں تو جو میں کہوں، وہی کریں۔۔ سنی۔"

اس نے" جلدی بکو" لکھ کر جواب دیا اور سپاٹ چہرہ اوپر اٹھایا۔ آخر سنی بھی تو شریک ہی رہا تھا نا

" بات یہ ہے ہانی کہ۔۔۔" فرہاد نے اپنے مدھم انداز میں کہنا شروع کیا مگر وہ تیزی سے بات کاٹ کر بولی۔" آپ میرے نہیں نگین کے کزن ہیں، پلیز مجھ سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

" ہانی، دیکھو ناراض تو نہ ہو۔" نگین پریشان ہو گئی۔ تب ہی میسج کی بیپ دوبارہ بجی۔ اس نے سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑا موبائل دیکھا۔" جاسوسی کا چھٹا اسٹیپ سنی جو کہے اس کی ہاں میں ہاں ملاؤ۔" آگے ایک آنکھ مارتا چہرہ تھا۔۔

" ہانی آپا!" دفعتاً سنی نے دروازے سے جھانکا۔ ان تینوں نے پلٹ کر دیکھا۔

" آپ کی فلائٹ کنفرم ہو گئی ہے؟ خالہ کا لاہور سے فون آیا تھا پوچھ رہی تھیں۔ میں نے بتا دیا کہ آپ نے دس بجے کی فلائٹ سے آنا ہے صبح یہی بکنگ کرائی تھی نا آپ نے؟"

نگین نے حیرت سے اسے اور فرہاد نے ذرا پریشانی سے نگین کو دیکھا۔۔" تم واپس جا رہی ہو؟"

" ہاں، دس بجے کی فلائٹ ہے۔" اس نے جاسوسی کے چھٹے اسٹیپ پر عمل کیا" اور خالہ یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ نے منگنی کے فنکشن پر اماں کو انوائٹ کر لیا؟"

" نہیں، میں ابھی کر دیتی ہوں۔" وہ سمجھ کر نگین اور فرہاد کی طرف پلٹی جو الجھے الجھے سے کھڑے تھے۔

" کس کی منگنی؟"

" میری منگنی۔" بہت اعتماد سے اس نے بتایا" میری پھپھو کے بیٹے عفان سے میری منگنی عید کے تیسرے روز طے ہے۔ آپ لوگ ضرور آئیے گا اور فرہاد صاحب! آپ بھی انوائٹڈ ہیں۔ اب اگر آپ لوگ مجھے اکسکیوز کریں تو میں اپنی پیکینگ کر لوں۔۔"

" مگر ہانی۔"

" پلیز مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ بے رخی سے کہتی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

ایک دم فرہاد تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ نگین بھی متاسف سی اس کے پیچھے ہوئی۔ سنی سب سے آخر میں پلٹا۔ وہ دونوں نکل چکے تو سنی نے باہر کے لیے قدم بڑھائے۔ وہ الماری چھوڑ کر تیزی سے لپکی اور کان سے پکڑ کر غڑاپ سے سنی کو اندر کیا۔ اور دروازہ بند کیا" گھنے میلسنے مجھے بیوقوف بنا رہے تھے سب۔۔ ایک میں ہی ملی تھی یہ گھٹیا مذاق کرنے کو؟"

" نازیبا زبان کے استعمال پر سنی اپنی امداد واپس بھی لے سکتا ہے۔" اس نے غصے سے اسے گھورا، پھر پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا

" یہ میری فلائٹ کس نے بک کرائی ہے۔"

" میں نے صبح کرا دی تھی تاکہ آپ کی فیس سیونگ ہو سکے۔"

" اور یہ منگنی کا چکر۔"

" فرہاد بھائی کو جیلس کرنے کے لیے۔"

" کیا مطلب۔" وہ بری طرح چونکی۔

" سیدھی سی بات ہے جو آپ کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ غالباً چھت پر بیٹھی آسمان کے نظارے کر رہی تھی، جب فرہاد بھائی نے آپ کو دیکھا اور فوراً حسن چچا کو فون گھمایا کہ شادی کروں گا تو اسی لڑکی سے۔ وہ لڑکی پسند کرنے ہی اِدھر آئے تھے، مگر جب آپ چینی لینے گئیں تو خواہ مخواہ آپ کو تنگ کرتے رہے۔ نگین آپا نے جب ان کو بتایا کہ آپ ان کے ہمارے رشتے کو نہیں جانتیں تو انہوں نے چچا کو کہا کہ وہ تھوڑا ٹائم آپ کو تنگ کریں گے، پھر چاند

رات پہ بتا دیں گے۔ یہی دھماکہ ابھی وہ کرنے لگے تھے۔ مگر نگین آپا نے سنی سے ایک ناول کے لیے لڑائی کر کے اس بے چارے کو غداری پر مجبور کر دیا۔"

" اور وہ زنجیروں والی لڑکی؟"

" ارے وہ تو اپنے دوست سے شیئر کر رہے تھے کہ عنقریب آپ کو رشتے کی بیڑیاں پہنا دیں گے، کیونکہ اماں خالہ سے سرسری بات تو کر چکی ہیں۔ اصل بات تو چچا کے پاکستان آنے پر ہوگی، اور تب تک اگر آپ کا ایک عدد منگیتر نکل آئے تو سوچیں، فرہاد بھائی کتنا جلیں گے۔"

" کہیں تم اب بھی مجھے؟" اس نے مشکوک نگاہوں سے سنی کو گھورا تو اس نے شانے اچکا دیے۔ " سنی ایسا نہیں ہے۔"

" اچھا!" ایک مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ تو وہ اسے پسند کرتا تھا۔ ورنہ ظاہر تو یہ کر رہا تھا کہ جیسے نگین سے بہت " انڈراسٹینڈنگ " ہو۔ تیار تو ہو کر دونوں ایسے آئے تھے جیسے ویسے کے دلہا دلہن ہوں۔۔۔ گھنے میسنے۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ختم شد☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆